إقامة الدلائل القوية

على وضع حديث:

أنت مني يا معاوية

تأليف: وجاهت حسين الحنفي

- متن کے موضوع ہونے پر کوئی اختلاف نہیں ۳

حدیث پر کلام ۴

- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ۵

عبد العزیز بن یحیٰ ۵

عبد العزیز بن بحر ۱۱

عبد العزیز بن عمر ۴۰

عبد اللہ بن بحر ۴۵

عبد اللہ بن یحیٰ ۴۶

عبد العزیز کی متابعت کا بیان ۴۷

عیسی بن عبد اللہ بن سلیمان کی متابعت ۴۷

عبد الرحمن بن عفان کی سند سے متابعت : ۴۹

اسماعیل بن عیاش کی متابعت ۵۰

اسماعیل بن عیاش کی ایک اور متابعت کا بیان ۵۱

عبد اللہ بن دینار کی متابعت کا بیان ۵۳

- عبد اللہ بن عباس کی حدیث ۵۴
- سعید بن عمرو بن عاص کی مرسل ۵۶

حضرت معاویہ سے متعلقہ دیگر احادیث ۵۷

خلاصہِ کلام ۶۱

الحمد لله والصلاة والسلام على سيدنا رسول الله وعلى آله وصحبه. أما بعد

روایت : "اے معاویہ! تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں" پر یہ ایک **مختصر** رسالہ ہے جس میں اس حدیث میں موجود ظاہری و باطنی علتوں پر کلام ہوگا۔

یہ مکمل حدیث اس انداز میں بیان کی گئی ہے:

يطلع عليكم من هذا الباب رجل من أهل الجنة فطلع معاوية فلما كان من الغد قال مثل ذلك فطلع معاوية فلما كان بعد الغد قال مثل ذلك فطلع معاوية قال رجل هو هذا قال نعم هو هذا ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معاوية أنت مني وأنا منك لتزاحمني على باب الجنة كهاتين.

"اس دروازے سے ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی شخص آئے گا۔ تو حضرت معاویہ داخل ہوئے، اگلے دن دوبارہ آپ ﷺ نے یہی فرمایا، تو معاویہ داخل ہوئے، اور اس سے اگلے دن دوبارہ آپ ﷺ نے یہی فرمایا تو پھر معاویہ داخل ہوئے۔ کسی شخص نے سوال کیا: (یا رسول اللہ ﷺ!) کیا وہ یہ ہیں؟ نبی کرم ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے معاویہ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، (نبی کریم ﷺ نے دو انگلیاں ملا کر فرمایا) ہم دونوں جنت میں اس طرح داخل ہونگے"۔۔۔

بعض مرویات میں اس کا فقط پہلا حصہ بیان کیا جاتا ہے، اور بعض میں فقط آخری۔ مگر روایت یہی ہے۔

متن کے موضوع ہونے پر کوئی اختلاف نہیں

کلامِ رسول ﷺ میں ایک خاص نور ہوتا ہے، جس سے حدیث شریف کے ساتھ کثرت سے شغف رکھنے والے بنا سند دیکھے سنتے ہی پہچان جاتے ہیں کہ یہ کلامِ رسول ﷺ ہے یا نہیں۔

یہ روایت بھی انہیں مرویات میں سے ایک ہے جس کے متن کے موضوع ہونے پر اہلِ فن اور اہلِ نظر میں کوئی اختلاف نہیں، اور جس کا بدیہی طور پر موضوع ہونا عیاں ہے۔ اسی لیے حافظ ذہبی نے بھی اس روایت کا ذکر کر کے سند کی بجائے سیدھا متن پر حکم لگایا ہے۔

فَمِنَ الأَبَاطِيْلِ المُخْتلَقَةِ... ابْنُ عُمَرَ، مَرْفُوعاً: يَا مُعَاوِيَةُ؛ أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ... فَهَذِهِ الأَحَادِيْثُ ظَاهِرَةُ الوَضْعِ.

"(فضائلِ معاویہ میں) ان گھڑی ہوئی باطل مرویات میں سے یہ بھی ہے (پھر مختلف مرویات کا ذکر کر کے آخر میں ذہبی لکھتے ہیں) ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) سے مرفوعاً مروی ہے: اے معاویہ! تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں۔۔۔ ان احادیث کا ظاہر ہی موضوع ہے"۔

«سير أعلام النبلاء - ط الرسالة» (٣/ ١٣١)

متاخرین علماء کرام جنہوں نے اس باب میں تفصیل سے کتب کو تحریر کیا ہے وہ بھی اس کے موضوع ہونے پر متفق ہیں۔

شیخ مصطفی حسن سباعی (المتوفی ۱۳۸۴ ہجری) نے اس حدیث کا شمار ان مرویات میں کیا ہے جس کو نواصب نے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے خلاف گھڑا۔

وكذلك قابلهم المُتَعَصِّبُونَ لمعاوية وَالأُمَوِيِّينَ فوضعوا أحاديث مثل قولهم: الأُمَنَاءُ ثَلاَثَةٌ، أَنَا وَجِبْرِيلُ، وَمُعَاوِيَة. أَنْتَ مِنِّي يَا مُعَاوِيَةُ وَأَنَا مِنْكَ...

اسی طرح ان (مرویات گھڑنے والوں) کے مقابلے میں معاویہ اور بنو امیہ کے متعصب حامیوں نے احادیث وضع کیں۔ مثلاً: (روایت) امین تین ہیں: میں، جبرئیل، اور معاویہ۔ (اور روایت) اے معاویہ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

السنة ومكانتها في التشريع للسباعي ط المكتب الإسلامي (١/ ٨١)

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ یہ روایت اُن مرویات میں سے ہے جس کو بیان کرنے والے راوی اس کو روایت کرنے کے سبب مجروح قرار پاتے ہیں!

البتہ اس کی سند کا معاملہ کچھ پیچیدہ ہے۔ اس روایت میں احادیث کو گھڑنے والوں نے اس قدر ہوشیاری سے اپنا کام دکھایا ہے کہ اس کی حقیقت کو پانا باآسانی ممکن نہیں، اور یہ معاملہ انشاء اللہ اس رسالے میں واضح ہو جائے گا۔

حدیث پر کلام

یہ روایت حضرات عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے متصل مرفوعًا اور سعید بن عمرو بن عاص کے طریق سے مرسلًا روایت کی گئی ہے۔ ان طرق پر تفصیلی کلام پیش ہے۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث

یہ اس کی سب سے مشہور ترین سند ہے۔ جو **إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ** کی سند پر عبد العزیز بن یحیٰ نے گھڑ کر منسوب کی ہے۔ اور راوی اس کا نام کبھی عبد العزیز بن یحیٰ لیتے ہیں، کبھی عبد العزیز بن بحر، کبھی عبد العزیز بن عمر، کبھی عبد اللہ بن یحیٰ اور کبھی عبد اللہ بن بحر۔

ان میں سے ہر ایک کی روایت پر تفصیلی کلام کرتے ہیں۔

عبد العزیز بن یحیٰ

اس نام سے مختلف رواۃ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے جس میں احمد دینوری، دورقی، اور عباس الدوری شامل ہیں۔

احمد دینوری کی روایت

حافظ ابو نعیم ((حلية الأولياء)) میں روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ إِمْلَاءً ، ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَزَّازُ الْمَدَنِيُّ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عِيسَى الزَّاهِدُ، ثنا أَحْمَدُ الدَّيْنَوَرِيُّ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى، ثنا **إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ**، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ»، فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ، ثُمَّ قَالَ مِنَ الْغَدِ مِثْلَ ذَلِكَ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ، ثُمَّ قَالَ مِنَ الْغَدِ مِثْلَ ذَلِكَ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ

«حلية الأولياء وطبقات الأصفياء - ط السعادة» (١٠/ ٣٩٣)

راویانِ حدیث :

۱۔ **ابو نعیم**: ثقہ حافظ

۲۔ **عبداللہ بن محمد بن جعفر** –ثقہ۔ ابو شیخ کے نام سے مشہور ہیں۔

۳۔ **ابو العباس احمد بن محمد بزاز** – حسن الحدیث۔

۴۔ **ابراہیم بن عیسی الزاہد** – متقی شخص تھے۔ بعض احادیث بھی بیان کی ہیں، ان پر کوئی جرح و تعدیل صراحت کے ساتھ موجود نہیں۔ ظاہری احوال میں اصلاح ہی نظر آتی ہے۔ اور ان ہی کے ترجمہ میں ابو نعیم نے یہ روایت نقل کی جو اس رسالہ کا موضوع ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۔ **احمد دینوری** : ہمیں اس راوی سے متعلق معلومات نہیں مل سکیں۔ حلیۃ الاولیاء کے جو نسخے ہم نے دیکھیں ہیں ان تمام میں راوی کا نام احمد دینوری ہی آیا ہے۔ البتہ مسند الفردوس کے غرائب جو حافظ ابنِ حجر نے جمع فرمائے، اس میں یہ روایت ابو نعیم کے حوالے سے بیان ہوئی ہے، اور اس راوی کا نام احمد بن ابراہیم الدورقی نقل کیا گیا ہے نہ کہ احمد دینوری۔ عین ممکن ہے کہ نام میں تحریف ہو گئی ہو اور یہ ایک ہی شخص ہو۔

احمد دورقی کی روایت

حافظ ابنِ حجر لکھتے ہیں:

قال أبو نعيم حدثنا عبد اللّٰه بن محمد بن جعفر إملاءً حدثنا أبو العباس أحمد بن محمد البزاز حدثنا إبراهيم بن عيسى الزاهد حدثنا أحمد بن إبراهيم الدورقي حدثنا عبد العزيز بن يحيى به.

«زهر الفردوس ط جمعية دار البر، دبي» (٨/ ٣٨٠)

پس اگر یہ احمد بن ابراہیم ہیں تو یہ ثقہ ہیں۔ اور اگر یہ احمد دینوری ہیں تو ان کے حالات ہمارے علم میں نہیں۔ واللہ اعلم۔

٦۔ **عبد العزیز بن یحیٰ** – فقیر کی نظر میں درحقیقت یہی راوی اس روایت کا اصل مرکزی راوی ہے جس نے یہ روایت گھڑی ہے، اور سارقینِ حدیث نے اس کے نام میں تبدیلی کر کے سند اس سے اوپر اسماعیل بن عیاش کے ساتھ ملانے کی کوشش کی، اور کبھی اس عبد العزیز کا نام بدل کر دھوکا دینے کی کوشش کی۔

پس کسی جگہ اس کو عبد العزیز بن بحر کہا، کہیں پر عبد العزیز بن عمر، کہیں عبد اللہ بن یحیٰ اور کہیں عبد اللہ بن بحر۔ جبکہ یہ ایک ہی راوی کے مختلف نام معلوم ہوتے ہیں جو جان بوجھ کر (یا انجانے میں؟) اس طرح تبدیل کیے گئے کہ اس کا معاملہ مشتبہ ہو جائے اور پڑھنے والوں کو لگے کہ یہ متعدد رواۃ ہیں جو ایک دوسرے کی متابعت کر رہے ہیں۔

اس کے باعث محققین میں اس روایت کے متن کے موضوع ہونے کے اتفاق کے باجود اس کی حقیقی علت پر اختلاف ہوا۔ پس کسی نے کہا کہ یہ پانچوں الگ الگ رواۃ ہیں جو ایک دوسرے سے حدیث چرا رہے ہیں۔ کسی نے کہا کہ عبد اللہ بن بحر اور عبد العزیز بن بحر ایک ہی راوی ہے، اور باقی تین الگ ہیں۔ کسی نے کہا کہ یہ پانچوں ایک ہی راوی کے مختلف نام ہیں۔

اور بعض نے کہا کہ عبد العزیز پر کوئی جرح نہیں بلکہ اس روایت کا اصل ذمہ دار اسماعیل بن عیاش ہے۔

اور کسی کے مطابق اسماعیل بن عیاش کی بجائے اس کے اوپر کے راوی عبد الرحمن بن عبداللہ بن دینار اس روایت میں قصور وار ہے!

بعض لوگوں نے اس اختلاف سے فائدہ اٹھایا اور لوگوں میں یہ بات عام کرنے کی کوشش کرنے لگے کہ یہ روایت فقط ضعیف ہے جس کو فضائل میں قبول کیا جا سکتا ہے، نہ کہ موضوع۔

ہر گز نہیں! یہ واضح رہے کہ اس روایت کے جھوٹا ہونے پر اتفاق ہے، فقط علت پر اختلاف ہے۔

عبد العزیز بن یحیٰ سے متعلق آئمہ کے اقوال:

حافظ ابنِ حجر تہذیب میں فرماتے ہیں:

عبد العزيز بن يحيى المدني نزيل نيسابور... قال ابن أبي حاتم سمع منه أبي ثم تركه وقال لا أحدث عنه ضعيف. وقال أبو زرعة ليس بثقة وذكرته لإبراهيم بن المنذر فكذبه وذكرته لأبي مصعب فقلت يحدث عن سليمان بن بلال فقال كذاب أنا أكبر منه وما أدركته. وقال العقيلي يحدث عن الثقات بالبواطيل ويدعى من الحديث ما لا يعرف به غيره المتقدمين عن مالك وغيره. وذكر ابن عدي في ترجمة العطاف بن خالد حدثنا علي بن سعيد عن عبد العزيز بن يحيى عن مالك وسليمان بن بلال التيمي بأحاديث غير محفوظة وهو ضعيف جدا وهو يسرق حديث الناس.

"عبد العزیز بن یحیٰ مدنی نزیل نیشاپور: ابنِ ابی حاتم کہتے ہیں کہ میرے والد (امام ابو حاتم) نے ان سے سماع کیا پھر اس کو ترک کر دیا اور فرمایا: میں اس سے روایت نہیں کرتا،

یہ ضعیف ہے۔ ابو زرعہ نے کہا: یہ ثقہ نہیں ہے اور میں نے اس کا ذکر ابراہیم بن منذر سے کیا تو انہوں نے اسے کذاب کہا۔ اور میں نے ان کا ذکر ابو مصعب سے کیا اور کہا: یہ سلیمان بن بلال سے روایت کرتا ہے۔ اس پر ابو مصعب نے کہا: کذاب! میں اس سے (عمر میں) بڑا ہوں، میں نے اس کو نہیں پایا (تو اس نے کیسے پا لیا!)۔

عقیلی نے کہا: یہ ثقات سے باطل احادیث روایت کرتا ہے، اور ایسی مرویات کو امام مالک اور دیگر رواۃ سے روایت کرتا ہے جس کو متقدمین نہیں جانتے۔

ابنِ عدی نے اس کا ذکر عطاف بن خالد کے ترجمہ میں کیا اور کہا: ہم سے علی بن سعید نے بیان کیا، اس نے عبد العزیز بن یحیٰ عن مالک اور سلیمان بن بلال التیمی سے غیر محفوظ مرویات ذکر کی ہیں۔ یہ سخت ضعیف ہے، اور یہ لوگوں کی حدیث چوری کرتا تھا (یعنی مرویات کی اسانید خود بنا کر رواۃ کی طرف منسوب کرتا تھا، تاکہ وہ مردود مرویات کی متابعت محسوس ہوں)"۔

«تهذيب التهذيب ط طبعة دائرة المعارف النظامية» (٦/ ٣٦٣)

حافظ مزی فرماتے ہیں:

وهو من الضعفاء المتروكين. قال البخاري: ليس من أهل الحديث يضع الحديث.

"یہ متروک ضعفاء میں سے ہے۔ امام بخاری نے فرمایا: یہ محدثین میں سے نہیں، احادیث گھڑتا ہے"۔

تهذيب الكمال في أسماء الرجال ط مؤسسة الرسالة - بيروت (١٨/ ٢١٩)

ان اقوال سے یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ یہ راوی متہم ہے۔ اور جو بات ہم نے سرقہِ حدیث سے متعلق مندرجہ بالا سطور میں بیان کی وہ اس میں پائی جاتی ہے۔ لہذا یہ روایت سند کے اعتبار سے بھی موضوع ہے۔

۷۔ **اسماعیل بن عیاش**: یہ اہلِ شام کی مرویات میں صدوق ہیں۔ اور اس کے علاوہ دیگر شہروں کے رواۃ سے روایت کرنے میں ضعیف ہیں۔ اور زیرِ بحث روایت وہ ایک مدنی راوی سے بیان کر رہے ہیں۔ لہذا یہ روایت اس وجہ سے بھی شدید ضعیف ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۔ **عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار**: صدوق ہیں، لیکن ان کی مرویات میں خطا ہے۔ متابعت کی موجودگی میں ان کی روایات کو قبول کیا جا سکتا ہے۔ ابنِ حبان کہتے ہیں کہ یہ اپنے والد سے وہ مرویات بیان کرنے میں منفرد ہوتے ہیں جن کی متابعت نہیں ہوتی، اور اس کے ساتھ ساتھ فحش غلطی کرنے والے ہیں۔ جس حدیث میں منفرد ہوں وہ قابلِ اعتماد نہیں۔

«المجروحين لابن حبان ت زايد» (٢/ ٥١)

اور اس روایت میں یہ اپنے والد سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

٦۔ عبد اللہ بن دینار: ثقہ

۷۔ عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما): صحابی

اگر اس حدیث میں کوئی اور علت نہ بھی ہوتی، تو فقط اسماعیل بن عیاش کا مدنی راوی سے روایت کرنا، اور عبد الرحمن کا اپنے والد سے روایت کرنا اس حدیث پر سخت ضعف کے حکم لیے کافی ہو جاتا جس کو فضائل میں بھی قبول نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس پر اگر عبد العزیز بن یحیٰ جیسا راوی ہو تو کون عقل والا اس روایت کو قبول کر سکتا ہے؟

عباس الدوری کی روایت

علامہ لالکائی بھی اس کو امام عباس الدوری کی سند سے عبد العزیز بن یحیٰ سے روایت کرتے ہیں:

أنا عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: نا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: نا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: نا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ، سَكَنَ الدُّجَيْلَ، قَالَ: نا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ الْحِمْصِيُّ نحوه.

«شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة ط دار طيبة» (٨/ ١٥٢٨)

امام عباس بن محمد الدوری کی یہ روایت بہت اہم ہے۔ کیونکہ حافظ ذہبی کے مطابق عباس الدوری نے روایت میں عبد العزیز بن بحر کا نام لیا ہے۔ لیکن یہ روایت واضح کرتی ہے کہ عباس نے عبد العزیز بن یحیٰ کا نام لیا۔

عبد العزیز بن بحر

بعض رواۃ نے عبد العزیز کا نام عبد العزیز بن بحر ذکر کیا ہے۔

اور "بحر" لفظ "یحیٰ" سے تحریف شدہ معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے ایک ہی کتاب کے نسخوں میں کبھی اس کا نام بحر آتا ہے اور کبھی یحیٰ !

حافظ سیوطی کی کتاب ((الزيادات على الموضوعات)) کے محقق نے اس روایت کو بیان کر کے مندرجہ ذیل تبصرہ کیا ہے:

في (خ): (يَحْيَى)، وأشار في حاشية الأصل و (د) إلى أنَّه كذلك في نسخة

«الزيادات على الموضوعات ط مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض» (١/ ٢٩٢)

یعنی کتاب کے ایک نسخے میں "بحر" کی بجائے نام "یحیٰ" آیا ہے۔

اس سے اس بات کو مزید تقویت ملتی ہے کہ نام میں تحریف ہونے کا احتمال قوی ہے، بلکہ یہی ظاہر ہے۔ اب یہ تحریف جانے میں ہوئی یا انجانے میں یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ مگر سرقہِ حدیث کرنے والوں کی یہی سب سے خطرناک چال ہوتی ہے کہ وہ راوی کے نام میں کچھ تبدیلی کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ ایسی صورت میں عام محدثین اس کذاب کا معروف نام نہیں پاتے تو اس پر مجہول ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں۔ اور پھر بعض جہلاء ایسی روایت کو فضائل کے نام پر قبول کر کے نبی کریم ﷺ پر جھوٹ باندھنے میں سارقینِ حدیث کے معاون بن جاتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اگر کسی حدیث کو کذابین یا متروکین روایت کر رہے ہوں، اور اس کی مجہول رواۃ سے کہیں متابعت آجائے تو اس کو بھی رد کر دیا جاتا ہے، اور اکثر اس مجہول کو متہم قرار دے دیا جاتا ہے۔

اس پر مفصل کلام انشاء اللہ آگے پیش کریں گے۔

اس نام سے مختلف رواۃ اس کا ذکر کرتے ہیں جن میں عباس الدوری، عبد اللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن قدامہ، محمد بن عبید ہاشمی، احمد دورقی اور ولید بغدادی شامل ہیں۔

عباس الدوری کی روایت

ابنِ جوزی عباس الدوری کے طریق سے ہی روایت کرتے ہیں:

أَنْبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ نا ابْنُ السَّرِيِّ قَالَ أَنْبَأَنَا **ابْنُ بَطَّةَ** قَالَ نا أَبُو عَلِيٍّ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ قَالَ نا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ بَحْرٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ نا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ الْحِمْصِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ مِنْ هَذَا الْبَابِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَدَخَلَ مُعَاوِيَةُ ثُمَّ قَالَ مِنَ الْغَدِ مِثْلَ ذَلِكَ فَدَخَلَ مُعَاوِيَةُ ثُمَّ قَالَ مِنَ الْغَدِ مِثْلَ ذَلِكَ فَدَخَلَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ رَجُلٌ هَذَا هُوَ قَالَ هَذَا هُوَ ثُمَّ قَالَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتَ مِنِّي يَا مُعَاوِيَةُ وَأَنَا مِنْكَ لَتُزَاحِمُنِي عَلَى بَابِ الجنة كهاتين السباحة والو اسطي.

«العلل المتناهية في الأحاديث الواهية» (١/ ٢٢٨)

اس روایت کو دیکھ کر بعض لکھنے والوں نے لکھا کہ عباس الدوری اس کو عبد العزیز بن بحر سے ہی روایت کرتے ہیں نہ کہ یحیٰ سے۔

فقیر کہتا ہے کہ یہ بات قابلِ غور ہے کہ شاید ذہبی کے سامنے ((العلل المتناهية)) کا ہی نسخہ تھا جہاں سے انہوں نے راوی کا نام عبد العزیز بن بحر نقل کیا۔ کیونکہ لالکائی کی سند میں عباس الدوری کے طریق سے ہی نام یحیٰ آیا ہے۔ اور لالکائی کی سند چھوٹی اور زمانہ راوی سے قریب تر ہے۔ واللہ اعلم۔

اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ابنِ جوزی کی سند میں ابنِ بطہ ہیں۔ جو حدیث میں ضعیف ہیں۔ بعض کے مطابق جن کو کچھ وہم ہو جایا کرتے تھے۔ بلکہ بات تو یہ ہے کہ وہ ایک تجسیم بھری روایت کے متہم بھی ہیں!!!

حافظ ذہبی اس کے متعلق ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

إمام في السنة، يهم ويغلط.

سنت (یعنی اہلِ سنت) میں امام ہے، اس کو وہم ہوتا ہے اور یہ غلطی کرتا ہے۔

ديوان الضعفاء (ص: ٢٦٥)

لسان المیزان سے ان کا مختصر ترجمہ پیش ہے۔

عُبَيد الله بن محمد بن بطة العكبري الفقيه. إمام لكنه ذو أوهام لحق البغوي، وَابن صاعد. قال ابن أبي الفوارس: روى ابن بطة عن البغوي عن مصعب عن مالك، عَن الزُّهْرِيّ، عَن أنس رضي الله عنه مرفوعا: طلب العلم فريضة على كل مسلم. وهذا باطل.... وقال أبو القاسم الأزهري: ابن بطة ضعيف ضعيف.

قلت: ومع قلة إتقان ابن بطة في الرواية فكان إماما في السنة إماما في الفقه صاحب أحوال وإجابة دعوة رضي الله عنه. انتهى (كلام الذهبي).

(وزاد ابن حجر): وقد وقفت لابن بطة على أمر استعظمته واقشعر جلدي منه... أخبرنا علي بن عُبَيد الله الزاغواني أخبرنا علي بن أحمد بن البسري أنبأنا أبو عبد الله بن بطة , حدثنا إسماعيل بن محمد الصفار , حدثنا الحسن بن عرفة , حدثنا خلف بن خليفة، عَن حُمَيد الأعرج، عَن عَبد الله بن الحارث، عَن عَبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: كلم الله تعالى موسى يوم كلمه وعليه جبة صوف وكساء صوف ونعلان من جلد حمار غير ذكي **فقال: من ذا العبراني الذي يكلمني من الشجرة؟ قال: أنا الله.**

قال ابن الجوزي: هذا لا يصح وكلام الله لا يشبه كلام المخلوقين والمتهم به حميد.

"عبید اللہ بن محمد بن بطہ العکبری الفقیہ۔ امام ہے، لیکن بغوی اور ابنِ صاعد سے متعلق اس کو اوہام ہوئے ہیں۔ ابنِ ابی فوارس نے کہا: ابنِ بطہ بغوی عن مصعب عن مالك، عَن الزُّهْرِيّ، عَن أنس رضي الله عنه کے طریق سے مرفوعاروایت کرتے ہیں: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (ذہبی کہتے ہیں) یہ باطل ہے... ابو قاسم ازہری نے کہا: ابنِ بطہ ضعیف ضعیف ہے (یعنی سخت ضعیف ہے)! میں (ذہبی) کہتا ہوں: روایتِ حدیث میں قلتِ اتقان کے باوجود ابنِ بطہ سنت کے امام تھے، فقہ کے امام تھے، صاحبِ احوال اور مستجاب الدعوۃ تھے۔ (ذہبی کا کلام ختم ہوا)

(حافظ ابنِ حجر اس پر مزید فرماتے ہیں): میں ابنِ بطہ سے متعلق ایک ایسی بات پر مطلع ہوا ہوں جو بہت بڑی ہے اور اس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔۔ (پھر ابنِ حجر ابنِ جوزی کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں۔ اس کے آخر میں ہے) موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہ کون عبرانی زبان والا ہے جو مجھ سے شجر کے پیچھے سے کلام کر رہا ہے۔ تو فرمایا: میں اللہ ہوں!

ابنِ جوزی کہتے ہیں: یہ صحیح نہیں، اللہ کا کلام مخلوق کے کلام کے مشابہ نہیں ہوتا، اور اس کو گھڑنے میں حمید متہم ہے۔۔۔

«لسان الميزان ت أبي غدة» (٥/ ٣٤٢)

حافظ ابنِ حجر اس پر حمید کا دفاع فرماتے ہیں، اس کی مختلف متابعات کا ذکر کرتے ہیں اور یہ نتیجہ دیتے ہیں کہ حمید اس تہمت سے بری ہے۔ اور بات ساری ابنِ بطہ پر ختم ہوتی ہے۔

البتہ اس پر آخر ثبت حافظ احمد بن الصدیق الغماری نے لگائی۔

آپ فرماتے ہیں:

والحديث ثابت في جزء إسماعيلَ بنِ محمدِ الصفار، ومن طريقه أخرجه ابن طاهر المقدسي، وليست فيه زيادة المذكورة، وفي ذلك كفاية لإتهام ابن بطة بها.

"یہ حدیث (ابنِ بطہ کے استاد) اسماعیل بن محمد صفار کے جزء میں ثابت ہے۔ ان کے طریق سے ابنِ طاہر مقدسی نے روایت کیا ہے۔ اور اس میں یہ منکر الفاظ نہیں ہیں (کہ اللہ نے عبرانی زبان میں گفتگو فرمائی)۔ اور یہ دلیل ابنِ بطہ پر تہمت کو کافی ہے۔"

عواطف اللطائف ط المكتبة المكية، مكة المكرمة، ص ١٠٧ - ١٠٨

طالبانِ حق کو چاہیے کہ ابنِ بطہ کا یہ ترجمہ لسان المیزان سے نکال کر تفصیل سے پڑھیں۔ ان کو خطیب بغدادی نے بھی ایک روایت میں متہم کہا ہے۔

ذہبی نقل کرتے ہیں:

أَنْبَأَنَا المُؤَمَّلُ بنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو اليُمْنِ الكِنْدِيُّ، أَخْبَرَنَا الشَّيْبَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الخَطِيْبُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الوَاحِدِ بنُ عَلِيٍّ الأَسَدِيُّ، قَالَ لِي أَبُو الفَتْحِ بنُ أَبِي الفَوَارِسِ: رَوَى ابْنُ بَطَّةَ، عَنِ البَغَوِيِّ، عَنْ مُصعبِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ أَنَسٍ: عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: طَلَبُ العِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ.

قَالَ الخَطِيْبُ: هَذَا بَاطِلٌ، وَالحَمْلُ فِيْهِ عَلَى ابْنِ بَطَّةَ.

قُلْتُ: أَفحَشَ العبارَةَ، وَحَاشَى الرَّجُلُ مِنَ التَّعَمُّدِ، لكنَّهُ غلطَ وَدَخَلَ عَلَيْهِ إِسْنَادٌ فِي إِسْنَادٍ.

"ابنِ بطہ کی سند سے مروی ہے۔۔۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: طَلَبُ العِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ ۔۔۔ خطیب فرماتے ہیں: یہ باطل ہے، اور اس (کو گھڑنے) کا ذمہ دار ابنِ بطہ ہے۔ میں (ذہبی) کہتا ہوں: یہ نہایت برا قول ہے جو (خطیب نے) کیا۔ یہ آدمی (ابنِ بطہ) اس سے دور ہے کہ جان بوجھ کر حدیث گھڑے۔ لیکن اس سے غلطی ہوئی ہے اور اس نے ایک حدیث میں دوسری حدیث کو داخل کر دیا ہے"۔

سير أعلام النبلاء ط الرسالة (١٦/ ٥٣١)

فقیر کہتا ہے کہ بظاہر خطیب کا قول درست معلوم ہوتا ہے۔ اور اس کا معاملہ واضح نظر آتا ہے کہ یہ متہم تھا، جھوٹ بولتا تھا! مگر پھر بھی اس کا بے جا دفاع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ حنبلی عقیدے کا تھا، اور اس باب میں اس کی تصانیف بھی ہیں۔ ورنہ جو خطائیں اور جرح اس پر موجود ہے، اس کا کچھ حصہ کسی اور راوی پر ہوتا تو اس کو فوراً کذابین کی فہرست میں ڈال دیا جاتا!!!

بہر حال ابنِ جوزی کی سند میں ابنِ بطہ ہے جو راوی کا نام عبد العزیز بن بحر بیان کرتا ہے۔ لہذا اس پر کچھ اعتماد نہیں۔ اور عباس الدوری سے قابلِ قبول روایت وہی ہے جس میں راوی کا نام عبد العزیز بن یحیٰ ہے!

عبد اللہ بن احمد کی روایت

ابنِ جوزی نقل کرتے ہیں:

أخبرنا علي قال نا علي أَنْبَأَنَا **ابْنُ بَطَّةَ** قَالَ نا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ النَّجَّادُ قَالَ نا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ نا عَبْدُ العزيز ابن بَحْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَدَخَلَ مُعَاوِيَةُ.

«العلل المتناهية في الأحاديث الواهية» (١/ ٢٧٨)

اس میں بھی ابنِ بطہ ہے۔ لہذا اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

محمد بن قدامہ جوہری کی روایت :

ابنِ جوزی نقل کرتے ہیں:

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ أَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ أَنْبَأَنَا **ابْنُ بَطَّةَ** قَالَ نا عُثْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ الدَّقَّاقُ قَالَ نا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْبَرْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ الْجَوْهَرِيُّ قَالَ نا عبد العزيز ابن بَحْرٍ عَنْ **إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ** عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" يَطْلُعُ مِنْ هَذَا الْفَجِّ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ"

«العلل المتناهية في الأحاديث الواهية» (١/ ٢٧٨)

١۔اس سند میں ابنِ بطہ ہیں۔ان پر کلام ہو چکا۔

٢۔اس سند میں محمد بن قدامہ جوہری ضعیف ہیں۔

محمد بن عبید ہاشمی کی روایت

ابنِ عساکر نقل کرتے ہیں:

أخبرنا أبو منصور عبد الرحمن بن محمد بن عبد الواحد أنا أبو بكر الخطيب أنا أبو الحسن بن رزقويه أنا أبو الخير فاتن بن عبد الله مولى أمير المؤمنين المطيع لله

أنا أبو مروان عبد الملك بن محمد بن عبد الملك بن سلام ببيت المقدس نا أبو محمد جعفر بن محمد البردعي نا محمد بن عبيد الهاشمي عن عبد العزيز بن بحر نا **إسماعيل بن عياش** عن عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار عن أبيه عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يطلع عليكم من هذا الباب رجل من أهل الجنة فطلع معاوية فلما كان من الغد قال مثل ذلك فطلع معاوية فلما كان بعد الغد قال مثل ذلك فطلع معاوية قال رجل هو هذا قال نعم هو هذا ثم قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يا معاوية أنت مني وأنا منك لتزاحمني على باب الجنة كهاتين.

قال الخطيب عبد العزيز بن بحر ضعيف ومن دونه مجهولون

«تاريخ دمشق لابن عساكر» (٥٩/ ٩٨)

خطیب نے عبد العزیز بن بحر کو ضعیف قرار دیا اور اس سے پہلے کے رواۃ کو مجہول!

اب مجہولین سے کیا نام ثابت کرنا! یہ نام واقعی عبد العزیز بن بحر تھا، یا پھر مجہول کے پردے میں چھپے کسی کذاب نے عبد العزیز بن یحیٰ سے تحریف کرکے بحر بنا دیا تاکہ سرقۂ حدیث ہو سکے! واللہ اعلم۔

احمد دورقی کی ایک اور روایت

وأخبرناه عاليا أبو بكر محمد بن علي بن عمر الكابلي وأبو القاسم عبد الصمد بن محمد بن عبد الله بن مندوية وأبو المطهر شاكر بن نصر بن طاهر وأبو غالب الحسن بن محمد بن عالي بن علوكة قالوا أنا أبو سهل أحمد بن أحمد بن عمر الصيرفي أنا أبو بكر أحمد بن يوسف بن أحمد الخشاب نا محمد بن سهل بن الصباح نا سلمة بن شبيب نا أحمد بن إبراهيم الدورقي نا عبد العزيز بن بحر **به.**

«تاريخ دمشق لابن عساكر» (٥٩/ ٩٩)

احمد بن ابراہیم کی روایت میں عبدالعزیز بن یحیٰ نام بھی وارد ہوا ہے، جیسا کہ اس کا ذکر گزرا۔

ولید بغدادی کی روایت

وأخبرناه عاليا أبو عبد الله الفراوي أنا أبو سعد الجنزرودي أنا أبو نصر أحمد بن الحسين بن أحمد بن عبيد المرواني قراءة عليه نا أبو عبد الله محمد بن المسيب بن إسحاق الأرغياني حدثني الوليد البغدادي نا عبد العزيز بن بحر به.

«تاريخ دمشق لابن عساكر» (٥٩/ ٩٩)

ولید بغدادی کے متعلق ہمیں کچھ معلومات نہیں مل سکیں۔ لہذا یہ عبدالعزیز بن بحر نام اس روایت میں بھی ثابت نہیں۔

خطیب کے قول: **عبد العزيز بن بحر ضعيف ومن دونه مجهولون** پر بعض کہنے والوں نے کہا کہ مجہول کی روایت فقط ضعیف ہوتی ہے، اور ضعیف چونکہ فضائل میں قبول ہوتی ہے، لہذا یہ حدیث بھی فضائل میں قبول ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ قول سراسر لاعلمی پر مبنی ہے۔ اس میں تین بڑی غلط فہمیاں ہیں:

۱۔ ہر قسم کی حدیثِ ضعیف کا فضائل میں قبول ہونا۔

۲۔ مجہول کی روایت کا فقط ضعیف ہونا۔

۳۔ روایت کے متن کو نظر انداز کر کے فقط سند کے مطابق مکمل روایت پر حکم لگانا۔

پہلی غلط فہمی: ہر قسم کی ضعیف حدیث فضائل میں قبول ہے

پہلی غلط فہمی کا جواب یہ ہے کہ بے شک فضائل میں ضعیف احادیث کو قبول کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے کچھ قواعد و ضوابط بھی ہیں۔ مثلاً

۱۔ **ضعف شدید نہ ہو**۔ اور شدید ضعف سے مراد یہ ہے کہ سند میں کوئی متہم، فاحش الخطاء، یا فاسق نہ ہو۔ جبکہ اس روایت کا ضعف شدید تر ہے۔ اس میں نہ صرف عبد العزیز میں مسئلہ ہے، بلکہ مجاہیل بھی ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ اسماعیل بن عیاش مدنی راویوں سے سخت منکر مرویات بیان کرنے والا راوی ہے، اور پھر عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار اپنے والد سے سخت منکر احادیث بیان کرتا ہے۔ اس قدر علتوں کے بعد روایت فقط ضعیف نہیں رہتی، بلکہ ضعیف جداً کے درجے پر چلی جاتی ہے، جس کو فضائل وغیرہ میں ہر گز قبول نہیں کیا جا سکتا۔

۲۔ **اس میں وارد فضائل کی کوئی ثابت شدہ صحیح نص موجود ہو**۔ جبکہ محقق قول یہ ہے کہ حضرت معاویہ کے فضائل میں سرے سے کچھ بھی ثابت نہیں۔ فضائل تو کجا بلکہ بخاری و مسلم کی صحیح احادیث اور دیگر کتبِ حدیث میں زیرِ بحث حدیث سے بہتر درجہ کی احادیث تو معاملہ کچھ اور ہی بتاتی ہیں، جن پر احادیث گھڑنے والوں نے خوب پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

۳۔ **ضعیف روایت کا متن منکر نہ ہو**۔ جبکہ اِس روایت کا متن ہی منکر ہے۔ یہ حدیث درحقیقت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ہے۔ اور راویوں نے وہاں سے چرا کر حضرت معاویہ کا نام اس پر چیپاں کر دیا ہے۔

حافظ ذہبی کا کلام اور اس پر وارد اشکالات

اس روایت سے متعلق حافظ ذہبی کے کلام میں کچھ اختلاف واقع ہوا ہے۔ اور یہ اختلاف ذہبی کو متنِ حدیث پر نہیں۔ اس پر تو وہ اپنی آخری تصنیف سیر اعلام النبلاء میں موضوع ہونے کا حکم لگا چکے ہیں۔ البتہ سند میں رواۃ سے متعلق حافظ ذہبی کے کلام میں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔

ابنِ عراق اس روایت سے متعلق فرماتے ہیں:

(مي) وَ (ابْنُ الْجَوْزِيّ) فِي الْوَاهِيَاتِ وَفِيهِ عَبْدُ الرَّحْمَن بن عبد الله بن دِينَارٍ لَا يُحْتَجُّ بِهِ، وَعَنْهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ كَثُرَ الْخَطَأُ فِي حَدِيثِهِ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَخَرَجَ عَنْ حَدِّ الاحْتِجَاجِ بِهِ، وعَنهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ، قَالَ الذَّهَبِيُّ فِي الْمِيزَانِ: مَجْهُولٌ فَكَأَنَّهُ سَرَقَهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ بِصَحِيحٍ (قُلْتُ) وَافَقَ الذَّهَبِيَّ فِي الْوَاهِيَاتِ عَلَى جَهَالَةِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَوَصَفَهُ بِالْمُؤَدِّبِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ عَبَّاسًا الدُّورِيَّ رَوَاهُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ بَحْرٍ يَعْنِي الَّذِي وَالِدُهُ بِالْمُوَحَّدَةِ وَالرَّاءِ فِي آخِرِهِ وَقَالَ: مَشْهُور، وَمَا رَأَيْت أحد ضَعَّفَهُ بَلْ إِسْمَاعِيلُ صَاحِبُ عَجَائِبَ عَنِ الْحِجَازِيِّينَ انْتَهى وَنَاقَضَ ذَلِكَ فِي الْمِيزَانِ فَقَالَ: عَبْدُ الْعَزِيزِ بن بَحر الْمروزِي عَن إِسْمَاعِيل بْنِ عَيَّاشٍ بِخَبَرٍ بَاطِلٍ، وَقَدْ طُعِنَ فِيهِ انْتَهى وَاللَّهُ أَعْلَم.

"دیلمی مسند میں اور ابنِ جوزی الواہیات میں اس کو روایت کرتے ہیں۔ اور اس میں عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار قابلِ حجت نہیں۔ اور اس سے اسماعیل بن عیاش نے روایت کی جو کہ اپنی حدیث میں کثیر خطا کرنے والا ہے جبکہ اسے معلوم بھی نہیں ہوتا، لہذا وہ قابلِ حجت ہونے کی حد سے نکل چکا ہے۔ اور اس سے عبد العزیز بن یحیٰ مروزی نے روایت کی۔ ذہبی نے

میزان میں (اس سے متعلق) کہا: مجہول ہے، گویا کہ اس نے سرقۂ حدیث کیا ہے، کیونکہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ میں (ابنِ عراق) کہتا ہوں: ذہبی نے (اپنی کتاب تلخیص) الواہیات میں عبدالعزیز کے مجہول ہونے پر موافقت کی ہے، اور اس کو موَدب کے ساتھ موصوف کیا ہے، پھر کہا: عباس الدوری نے اس کو عبدالعزیز بن بحر سے روایت کیا، اور کہا: یہ مشہور ہے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے اس (عبدالعزیز) کو ضعیف کہا ہو، بلکہ (اس سند میں) اسماعیل (بن عیاش) اہلِ حجاز سے عجائب روایت کرنے والا ہے۔ (ابنِ عراق کہتے ہیں) پھر ذہبی نے میزان میں اس سے متضاد قول اختیار کیا اور کہا: عبدالعزیز بن بحر مروزی نے اسماعیل بن عیاش سے باطل خبر روایت کی، اور اس پر طعن کیا گیا ہے"۔

تنزيه الشريعة المرفوعة ط دار الكتب العلمية - بيروت (٢/ ٢٠)

ابنِ عراق کے کلام پر مندرجہ ذیل امور ہیں:

ا۔ میزان کا جو نسخہ ہمارے پاس ہے اس میں ذہبی نے عبدالعزیز بن یحیٰ کو مجہول نہیں کہا، بلکہ عبداللہ بن یحیٰ کو مجہول کہا ہے، اور اسی کو موَدب کے نام سے موصوف کیا ہے۔

وحدثنا أحمد بن الحسين الصوفي، حدثنا محمد بن قدامة الجوهرى، حدثنا **عبد الله ابن يحيى المؤدب**، عن إسماعيل بن عياش، عن عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار، عن أبيه، عن ابن عمر - مرفوعاً: يطلع عليكم رجل من أهل الجنة. فطلع معاوية. **فالمؤدب مجهول، فكأنه سرقه، فإنه ليس بصحيح.**

«ميزان الاعتدال» (١/ ٤٩٥)

بلکہ میزان سے حافظ ابنِ حجر نے بھی یہی نقل کیا ہے:

وحدثنا أحمد بن الحسين الصوفي ، حَدَّثَنَا محمد بن قدامة الجوهري ، حَدَّثَنَا **عبد الله بن يحيى المؤدب** عن إسماعيل بن عياش، عَن عَبد الرحمن بن عبد الله بن دينار، عَن أبيه، عَنِ ابن عمر مرفوعا: يطلع عليكم رجل من أهل الجنة فطلع معاوية. **فالمؤدب مجهول فكأنه سرقه فإنه ليس بصحيح.**

«لسان الميزان ت أبي غدة» (٣/ ٥٦)

لہذا ابنِ عراق کا کہنا کہ ذہبی نے عبد العزیز بن یحیٰ کو مجہول قرار دیا ہے، یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی۔

۲۔ عبد العزیز بن بحر سے متعلق ذہبی کی رائے میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ اور اس تبدیلی کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ ایک مشکل ترین روایت ہے۔ ایک ہی راوی کے پانچ پانچ نام بتائے جارہے ہیں۔ راویوں نے اس انداز سے اس کو وضع کیا ہے کہ بہت زیادہ غور و فکر اور طرق کو جمع کرنے کے بعد ہی اس کی حقیقت کھلتی ہے۔

اسی لئے جو کتب حافظ ذہبی نے اپنے ابتدائی زمانے میں تصنیف فرمائی ہیں وہاں پر اس روایت کی سند کو لے کر آپ کے کلام میں کچھ تردد ہے۔ جیسے تلخیص العلل المتناهية میں ہے۔ لیکن بعد کی تصانیف میں اس پر آپ نے واضح انداز میں موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے۔

تاریخِ اسلام میں آپ عبد العزیز بن بحر سے متعلق فرماتے ہیں کہ کسی نے بھی اس کی تضعیف نہیں کی۔

عَبْد العزيز بْن بحر الْمَرْوَزِيّ المؤدِّب. [الوفاة: ٢٣١ - ٢٤٠ هـ] نزيل بغداد. عَنْ: سُلَيْمَان بْن أرقم، وعطّاف بْن خَالِد، وإسماعيل بْن عيّاش. وَعَنْهُ: عبد الله ابن أبي سعد الوَرَّاق، وابن أبي الدنيا، ومحمد بن سويد الطحان، وآخرون. **لم يضعف.**

تاریخ الإسلام ت بشار (٥/ ٨٧٢)

اس مقام پر حافظ ذہبی کے سامنے شاید اس کی احادیث نہیں تھیں۔ فقط جرح وتعدیل کے اقوال کی عدم موجودگی کے سبب آپ نے یہ حکم لگایا ہے۔

پھر آپ المغنی میں فرماتے ہیں:

عبد الْعَزِيز بن بَحر الْمروزِي عَن إِسْمَاعِيل بن عَيَّاش بِخَبَر كذب ينظر من ذَا

"عبد العزیز بن بحر نے اسماعیل بن عیاش سے جھوٹی روایت بیان کی ہے، دیکھا جائے کہ وہ کون ہے"۔

«المغني في الضعفاء ط إدارة إحياء التراث - قطر» (٢/ ٣٩٦)

یعنی روایت اس قدر واضح موضوع ہے کہ اس کو روایت کرنے کے سبب اس پر جرح بنتی ہے۔

اور اسی راویت سے متعلق ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

عبد الله بن يحيى الْمُؤَدب عَن اسماعيل بن عَيَّاش بِخَبَر كذب فِي فضل مُعَاوِيَة لَا يعرف

"عبد اللہ بن یحیٰ المؤدب نے اسماعیل بن عیاش سے فضائلِ معاویہ میں جھوٹی خبر روایت کی، یہ معروف نہیں"۔

«المغني في الضعفاء» (١/ ٣٦٢)

(تنبیہ: فقیر کی نظر میں یہ عبد اللہ بن یحیٰ عبد العزیز بن یحیٰ ہی ہے۔اس کا نام بدل کر یہ روایت بیان کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔)

یعنی اب راوی پر حکم فقط اس سے متعلق اقوالِ جرح و تعدیل کی موجودگی و عدم موجودگی کے سبب نہیں لگا رہے، بلکہ اس کی روایت کو دیکھ کر بتا رہے ہیں کہ اس نے اسماعیل بن عیاش سے جھوٹ روایت کیا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ روایت بدیہی طور پر موضوع ہے۔

پھر اسی حکم کو آپ نے میزان میں برقرار رکھا۔

عبد العزيز بن بحر المروزي. عن إسماعيل بن عياش بخبر باطل، وقد طعن فيه عباس الدوري، واللفظ له، وعبد الله بن أحمد، وغيرهما، قالوا: حدثنا عبد العزيز بن بحر، حدثنا إسماعيل بن عياش، عن عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار، عن أبيه، عن ابن عمر - إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الآن يطلع عليكم رجل من أهل الجنة، فطلع معاوية، فقال: أنت يا معاوية منى وأنا منك، لتزاحمني على باب الجنة كهاتين - وأشار بأصبعيه.

"عبد العزیز بن بحر المروزی، نے اسماعیل بن عیاش سے باطل خبر روایت کی ہے۔ اور اس پر طعن کیا گیا ہے۔ عباس الدوری —اور یہ الفاظ ان کے ہیں— عبد اللہ بن احمد اور دیگر لوگوں نے روایت کیا: حدثنا عبد العزيز بن بحر، حدثنا إسماعيل بن عياش۔۔۔الخ

ميزان الاعتدال (٢/ ٦٢٣)

۳۔ ان تمام کتب کے بعد لکھی جانے والی کتاب **سیر أعلام النبلاء** میں بھی اس روایت کے موضوع ہونے کا حکم آپ نے بیان کیا کہ یہ بدیہی طور پر موضوع ہے۔ اس کی سند کو دیکھنے کی بھی ضرورت نہیں۔

دوسری غلط فہمی: مجہول کی روایت کا فقط ضعیف ہوتی ہے موضوع نہیں

اس مقام پر بعض نادان یہ سمجھے کہ شاید حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے (معاذ اللہ) اس روایت کا دفاع کیا ہے۔ اور ابنِ حجر پر یہ بات منسوب کرنے والے کو غلط فہمی اس بات پر ہوئی ہے کہ انہوں نے ذہبی کے کلام کے بعد ابنِ عدی کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اس راوی کو مجہول کہا ہے، اور ہمارے ان احباب کے مطابق مجہول کی روایت تو فقط ضعیف ہوتی ہے، لہذا ابنِ حجر نے اس کا دفاع کیا ہے!

یہ قول سراسر لاعلمی ہے، اور حافظ ابنِ حجر اور آئمہ جرح و تعدیل کے منہج و ذوق کو نا سمجھنے کے باعث ہے۔ اس پر مندرجہ ذیل امور ہیں:

اول: اس روایت کا موضوع ہونا صبحِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ آقا کریم ﷺ کے فرامین کا تھوڑا سا ذوق رکھنے والا شخص بھی سن کر جان جائے گا کہ یہ روایت موضوع ہے، چہ جائیکہ اس بات کو ابنِ حجر کی طرف منسوب کیا جائے!

دوم: حافظ ابنِ حجر کا منہج یہ ہے کہ ذہبی سے اگر کوئی اہم قول رہ جائے تو اس کا استدراک فرماتے ہیں۔ اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہوتا کہ اس استدراک کے نتیجے میں وہ ذہبی سے اختلاف کر رہے ہیں۔

عبد العزیز بن بحر سے متعلق ابنِ عدی کے اقوال کو ابنِ حجر نے اس لئے ذکر کیا کیونکہ ان کا ترجمہ الکامل میں قائم نہیں ہے، اور ابنِ عدی نے عبد العزیز سے متعلق تبصرہ دیگر رواۃ کے تحت کیا ہے۔ اس لیے ابنِ حجر حافظ ذہبی کے کلام کو نقل کر کے فرماتے ہیں:

وقال ابن عَدِي في ترجمة عبد العزيز بن يحيى المدني: عبد العزيز بن بحر مجهول. وقال في ترجمة عطاف بن خالد: عبد العزيز بن بحر ليس بمعروف.

"ابنِ عدی نے عبد العزیز بن یحیٰ مدنی کے ترجمہ میں کہا: عبد العزیز بن بحر مجہول ہے۔ اور عطاف بن خالد کے ترجمہ میں کہا: عبد العزیز بن بحر معروف نہیں۔"

لسان الميزان ت أبي غدة (٥/ ١٩٤)

سوم: کسی راوی کو مجہول کہنے کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ اس کی روایت موضوع نہیں، فقط ضعیف ہے۔ اصولِ حدیث کی فقط نظری بحثوں میں الجھے رہنے والے یہ غلطی عام کرتے ہیں۔ جبکہ تمام حفاظ کا منہج اس کے بر عکس ہے۔ مجہول کی روایت قبول بھی ہو سکتی ہے، فقط ضعیف بھی، اور موضوع بھی۔

اس پر آئمہ جرح و تعدیل کی بعض تصریحات پیش ہیں:

ا۔ ابنِ عدی کا مجہول رواۃ کے باوجود روایت کو باطل قرار دینا

سهل بْن قرين. روى عنه ابنه قرين بْن سهل، وَعَبد الرَّحْمَن بْن سلام الجمحي، وَهو منكر الحديث بصريَ.

حَدَّثَنَا مُحَمد بْنُ يُونُس الْعُصْفُرِيُّ، حَدَّثَنا أبو عَبد الرحمن قرين بن سهل بن قرين، حَدَّثَنا أَبِي، عن ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ مُحَمد بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ، قَال: قَال رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا هَمَّ إِلَاّ هَمُّ الدَّيْنِ، ولَا وجع إِلَاّ وجع العين.

قَالَ الشَّيْخ: **وهذه الأحاديث الثلاثة بهذا الإسناد منكر باطل أسانيدها ومتونها إِلَاّ حديث صنفان من أمتي فإنه قد روي من غير هذا الطريق.**

وقد حدث بحديث لا هم إِلَاّ هم الدين عن سهل عَبد الرَّحْمَن بْن سلام الجمحي وقال بعض الناس عنه سهل بْن قريب بالباء وَاللهُ أعلم أيما الصواب من ذلك لأن سهل هذا غير معروف، ولَا أعرف له غير هذه الأحاديث.

«الكامل في ضعفاء الرجال ط الكتب العلمية» (٤/ ٥١٧)

اس پر کیا کہیں گے کہ ابنِ عدی سے خطا ہوئی ہے کہ انہوں نے مجہول کی حدیث کو باطل قرار دیا ہے؟

۲۔ امام ابو حاتم کا مجہول رواۃ کی موجودگی کے باوجود روایت پر وضع کا حکم لگانا

امام ابو حاتم نے متعدد احادیث پر وضع کا حکم لگایا ہے، اور ساتھ تصریح بھی فرمائی ہے کہ اس کا راوی مجہول ہے۔

وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ بَقِيَّة، عَنْ أَبِي سُفْيان الأَنْمارِي، عن يحيى ابن سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ، عَنْ عُثْمَانَ، عَنِ النبيّ (ص) : أَنَّهُ توضَّأَ وخلَّل لِحْيَتَهُ؟

فَقَالَ: هَذَا حديثٌ موضوعٌ، وَأَبُو سُفْيان الأنماريُّ مجهولٌ.

"انہوں نے فرمایا: یہ روایت موضوع ہے، اور ابو سفیان انماری مجہول ہے"۔

«العلل» لابن أبي حاتم ت الحميد (٢/ ١٤)

وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رواه عبدُ الله بنُ المُطَّلِب العِجْلي، عَنِ الْحَسَنِ بْنُ ذَكْوان، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِير، عَنْ أَبِي سَلَمة، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ قَالَ: قَالَ رسولُ الله ﷺ: إِنَّ أَهْلَ البَيْتِ لَيَقِلُّ طُعْمُهُمْ ، فَتَسْتَنِيرُ بُيُوتُهُم؟

قَالَ أَبِي: هَذَا حديثٌ كذبٌ، وعبد الله بْنُ المُطَّلِب مجهولٌ.

"میرے والد (ابو حاتم) نے فرمایا: یہ حدیث جھوٹ ہے، اور عبد اللہ بن مطلب مجہول ہے"۔

«العلل» لابن أبي حاتم ت الحميد (٤/ ٣٦٠)

وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ بَقِيَّة، عَنْ أَبِي الفَضْل، عَنْ مَكحُول ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النبيِّ (ص) قَالَ: مِنْ سَعَادَةِ المَرْءِ خِفَّةُ لِحْيَتِهِ.

قلتُ لأَبِي: مَنْ أَبُو الفَضْل هَذَا؟ قَالَ: شيخٌ مجهول. وقال أَبِي: هَذَا حديثٌ موضوعٌ باطلٌ.

"میں نے اپنے والد سے سوال کیا: ابو الفضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا: مجہول شیخ ہے، اور فرمایا: یہ حدیث موضوع و باطل ہے"۔

«العلل» لابن أبي حاتم (٦/ ٢٧ ت الحميد)

۳۔ امام دارقطنی کا مجہول رواۃ کو ان کی منکر مرویات کے باعث متروک قرار دینا

مندرجہ ذیل عبارات سؤالات البرقاني للدارقطني سے ہیں:

- وإسحاق بن عمر عن عائشة، مجهول يترك
- قلت له حابس اليماني عن أبي بكر الصديق، فقال مجهول متروك
- وعن علي بن أبي فاطمة يحدث عنه يونس بن بكير، فقال مجهول يترك
- وعمرو بن أبي نعيمة المعافري مجهول مصري يترك
- عتبة أبو عمر كوفي شيخ لا بأس به، يحدث عن ابن نهشل مجهول يترك حديثه
- وعلوان أبو رهم مجهول يترك، لا يحدث عنه غير ليث بن أبي سليم
- عن يزيد بن زيد مولى أبي أسيد البدري فقال: مجهول متروك
- وأبو سعد الساعدي عن أنس مجهول يترك حديثه
- وأبو ماجد وقيل أبو ماجدة عن ابن مسعود مجهول متروك

۴۔ خطیب بغدادی کا سند میں مجہولین کے باوجود روایت کو موضوع قرار دینا:

قال الخطيب: حدثنا أبو الحسن أحمد بن علي البادا قال: أنبأنا أبو بكر أحمد بن إبراهيم بن شاذان قال: حدثني أبو الحسن علي بن عمرو الجريري قال: أنبأنا محمد بن إسماعيل الرقي، قال: حدثنا محمد بن عمرو الحوضي البزار، قال: حدثنا موسى بن إدريس عن أبيه، عن جده عن ليث عن مجاهد عن ابن عباس قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم يقول: "اسمي في القرآن: {وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا} ، واسم علي بن أبي طالب: {وَالْقَمَرِ إِذَا تَلاهَا} ، والحسن والحسين: {وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا}، واسم بني أمية: {وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا} ".

قال الخطيب الحافظ: هذا الحديث منكر جداً بل هو موضوع، وفي إسناده ثلاثة مجهولون: محمد بن عمرو بن عمرو الحوضي، وموسى بن إدريس وأبوه، ولا يصح بوجه من الوجوه.

"خطیب نے فرمایا: یہ حدیث بہت زیادہ منکر ہے، بلکہ موضوع ہے۔ اس کی سند میں تین مجاہیل ہیں: محمد بن عمرو بن عمرو الحوضی، موسی بن ادریس اور اس کا والد۔ یہ کسی سند سے بھی صحیح نہیں"۔

« السابق واللاحق ط دار الصميعي، الرياض» (ص٢٦٣)

۵۔ حافظ ذہبی سے ایک حوالہ:

أسد بن خالد، شيخ خراساني. **لا يدري من هو. والخبر الذي رواه باطل.**

"اسد بن خالد: خراسانی شیخ ہے، میں نہیں جانتا کون ہے، اور وہ خبر جو یہ روایت کرتا ہے وہ باطل ہے"۔

«ميزان الاعتدال» (١/ ٢٠٦)

ان واضح دلائل کے بعد اب کیا یہ کہا جائے گا کہ مجہولین کی روایت فقط ضعیف ہوتی ہے جو فضائل میں قبول ہوتی ہے؟ ہر گز نہیں! اگرچہ اکثر مجاہیل کی روایات ضعیف ہوتی ہیں، لیکن یہ کوئی مجاہیل کی روایت پر جامع و مانع حکم نہیں جیسا کہ واضح ہے۔

اور مجہول کی روایت فی نفسہٖ ضعیف نہیں ہوتی، بلکہ حکماً ضعیف ہوتی ہے کیونکہ ہمیں اس خاص راوی سے متعلق معلومات نہیں ہوتیں۔ اس لیے اس کی مرویات کا معاملہ اس کی

شخصیت سے نکل کر اس کے روایت کردہ متون پر منحصر ہوتا ہے۔ اگر بیان کردہ متن ثقات کے موافق ہو تو اس کا مجہول ہونا ضرر رساں نہیں کیونکہ اس کے بغیر بھی روایت ثابت ہے۔

اگر اصل تو موجود ہو لیکن موافقت میں کچھ کمی بیشی رہ گئی ہو یا بعض الفاظ کی زیادتی وغیرہ نظر آئے تو اس کو ضعیف کہتے ہیں۔

اور اگر شدید منکر متن بیان کر رہا ہو تو اس روایت کے موضوع ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے اور مجہول کو ترک کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ معروف بھی ہوتا اور ایسا متن روایت کرتا تو اس کے باوجود اس کو ترک کر دیا جاتا۔ لہذا اس کا مجہول ہونا نہ ہونا اس مقام پر معنی نہیں رکھتا۔

ثقات کی موافقت کے سبب مجہول رواۃ کی حدیث کو قبول کرنا:

خطیب بغدادی روایت کرتے ہیں:

أخبرنا علي بْن الْحُسَيْن صاحب العباسي، قَالَ: أخبرنا عَبْد الرَّحْمَنِ بْن عُمَر الخلال، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّد بْن إِسْمَاعِيل الفارسي، قَالَ: حَدَّثَنَا بكر بْن سهل، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْد الخالق بْن منصور، قَالَ: وَسألت يَحْيَى بْن معين عَنْ حاجب، فَقَالَ: لا أعرفه، وَأما أحاديثه فصحيحة. فقلت ترى أن أكتب عنه؟ فَقَالَ: ما أعرفه، وَهُوَ صحيح الحديث۔

"... عبد الخالق بن منصور نے کہا: میں نے یحیٰ بن معین سے حاجب سے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: میں اسے نہیں جانتا۔ مگر جہاں تک اس کی احادیث کا معاملہ ہے تو وہ صحیح

ہیں۔ میں نے کہا: آپ کے خیال میں مجھے اس سے روایت لکھنی چاہیے؟ انہوں نے کہا: میں اس کو نہیں جانتا، اور صحیح الحدیث ہے"۔

«تاريخ بغداد ت بشار» (٩/ ١٩٠)

وسمعت أبا دَاوُد سئل عَن العلاء بْن خَالِد فَقَالَ: "مَا عندي من علمه شَيْء، أرجو أَن يَكُون ثقة.

"میں نے سنا کہ ابو داود سے علا بن خالد سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمای: میرے پاس اس کا علم نہیں، میں امید کرتا ہوں کہ وہ ثقہ ہے"۔

«سؤالات أبي عبيد الآجري أبا داود السجستاني في الجرح والتعديل» (ص ١٥٩)

ان واضح دلائل کے بعد کیا کہیں گے؟ کیا یہ آئمہ جرح وتعدیل نہیں جانتے تھے؟

اور زیرِ بحث حدیث اس قدر واضح طور پر موضوع ہے کہ اس پر وضع کا حکم لگانے کے لئے کسی راوی کے حالات کو جاننا بھی ضروری نہیں۔ **لہذا ابنِ حجر عسقلانی کا ذہبی پر استدراک کرنا ہرگز اس بات کی دلیل نہیں کہ ان کے نزدیک یہ روایت فقط ضعیف ہے، نہ کہ باطل!**

بلکہ چند اور مقامات لسان المیزان سے پیش ہیں، جن پر غور فکر کرنے سے وہ بات اور واضح ہو جائے گی جو ہم نے بیان کی:

أحمد بن معدان العبدي. عن ثور بن يزيد. قال الدارقطني: متروك. وقال آخر: واه يجهل **انتهى (كلام الذهبي)**.

(**وزاد ابن حجر**): وقال الأزدي: واسطي متروك. وقال ابن أَبِي حاتم: روى عنه محمد بن الوزير الواسطي سألت أبي عنه فقال: هو مجهول والحديث الذي رواه

باطل. وأورده ابن حبان في ترجمته وقال: لا يجوز الاحتجاج بروايته يعني حديثه عن ثور، عن خالد بن معدان، عن معاذ بن جبل رفعه: ما عظمت نعمة الله على عبد إلا عظمت مؤونة الناس عليه فمن لم يحمل تلك المؤونة فقد عرض تلك النعمة للزوال. وقال ابن عَدِي: ليس بمعروف. وَأورَدَ له الحديث المذكور وقال: هذا الحديث يروى من وجوه كلها غير محفوظة، وَلا أعرف لأحمد هذا غير هذا الحديث.

«لسان الميزان ت أبي غدة» (١/ ٦٧٦)

الحسين بن إبراهيم البابي. عن حميد الطويل، عَن أَنس رضي الله عنه بحديث موضوع تختموا بالعقيق فإنه ينفي الفقر واليمنى أحق بالزينة. وحسين لا يدرى من هو فلعله من وضعه. وله حديث آخر رواه ابن عَدِي عن عيسى بن محمد عنه، عَن حُمَيد، عَن أَنس رضي الله عنه قال قال رسول الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لما عرج بي رأيت على ساق العرش لا إله إلا الله محمد رسول الله أيدته بعلي نصرته بعلي. وهذا اختلاق بيِّنٌ. **انتهى (كلام الذهبي).**

(**وزاد ابن حجر**): ورواه ابن عساكر في ترجمة الحسن بن محمد بن أحمد بن هشام السلمي بسنده إليه، عَن أَبي جعفر محمد بن عبد الله البغدادي حدثني محمد بن الحسن بالباب والأبواب ، حَدَّثَنَا حميد الطويل فذكر مثله وهو موضوع لا ريب لكني لا أدري من وضعه. وقال ابن عَدِي لما أخرجه: **هذا حديث باطل والحسين مجهول.** وقد ذكره عياض من وجه آخر واه، عَن أَبي الحمراء.

«لسان الميزان ت أبي غدة» (٣/ ١٤٢)

حافظ ابنِ حجر کا قول: **وهو موضوع لا ريب لكني لا أدري من وضعه** یعنی "یہ روایت بلا شک وشبہ موضوع ہے، لیکن میں نہیں جانتا کہ اس کو کس نے گھڑا ہے"۔ اس پر غور فرمائیں!

یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے جس کو ہم بارہا بیان کر آئے کہ روایت کے موضوع ہونے کے لئے سند میں کذاب کا پتا چل جانا لازم نہیں، بہت سی مرویات بدیہی طور پر ہی موضوع ہوتی ہیں!!!

يحيى بن خالد. عن روح بن القاسم بخبر باطل. مجهول من مشيخة بقية. انتہی **(كلام الذهبي)**.

(وزاد ابن حجر): ذكره ابن عَدِي فقال: مجهول من مجهولي بقية. وَأورَدَ له حديث: من دخل على قوم لطعام لم يدع له فأكل دخل فاسقا وأكل حراما. أورده عن روح عن ليث عن مجاهد، عَن أبي هريرة وعن روح عن سعيد بن أبي سعيد عن عروة عن عائشة. وقال: هذان منكران عن روح لم يروهما عنه غير يحيى.

«لسان الميزان ت أبي غدة» (٨/ ٤٣٣)

اور اگر ابنِ حجر نے ذہبی سے اختلاف کرنا ہو تو اس کا ذکر صراحت کے ساتھ بھی کر دیتے ہیں۔ مثلاً

الحر بن مالك أبو سهل العنبري. أتى بخبر باطل ، فقال: حَدَّثَنَا شعبة، عَن أبي إسحاق، عَن أبي الأحوص، عَن عَبد الله مرفوعا: من سره أن يحبه الله ورسوله فليقرأ في المصحف. رواه ابن عَدِي في ترجمته فقال: حَدَّثَنَا ابن بخيت ، حَدَّثَنَا إبراهيم

بن جابر ، حَدَّثَنَا الحر بن مالك فذكره. وإنما اتخذت المصاحف بعد النبي صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. **انتهى (كلام الذهبي).**

(**وزاد ابن حجر**): وهذا التعليل ضعيف ففي الصحيحين أن النبي صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نهى أن يسافر بالقرآن إلى أرض العدو مخافة أن يناله العدو وما المانع أن يكون الله أطلع نبيه على أن أصحابه سيتخذون المصاحف... لكن الحر مجهول الحال»

«لسان الميزان ت أبي غدة» (٣/ ١١)

تیسری غلط فہمی: روایت کا موضوع ہونا فقط سندِ حدیث سے پتا چلتا ہے

اول تو جو مثالیں مجہول کی روایت سے متعلق دی ہیں کہ بعض اوقات ان کی مرویات کو متروک، بلکہ موضوع تک کہا جاتا ہے، وہ مثالیں اس بات کو سمجھنے کے لیے کافی ہیں کہ روایت پر حکم فقط راویوں کا محتاج نہیں۔ بلکہ شرحِ صدر رکھنے والے محدثین کرام متن کو دیکھ کر قطعی طور پر اس کے موضوع ہونے کا حکم لگاتے ہیں، اگرچہ سند سے اس کی کوئی دلالت نہ ملے۔

اس پر خطیب کا ایک چشم کشا کلام پیش ہے:

آپ محمد بن بیان بن مسلم کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

حدث عَن الحسن بن عرفة. روى عنه مُحَمَّد بْن عُبَيْد اللَّه بْن الشخير الصيرفي. **قَالَ ابْنُ الشِّخِّيرِ وَكَانَ ثِقَةً، أَمْلَى عَلَيْنَا مِنْ أَصْلِهِ** قال نا الحسن بن عرفة قال نا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ سُورَةُ التِّينِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرِحَ لَهَا فَرَحًا شَدِيدًا، فَسَأَلْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ بَعْدَ ذَلِكَ عَنْ تَفْسِيرِهَا فَقَالَ: أَمَّا قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: وَالتِّينِ فَبِلادُ

الشَّامِ،: وَالزَّيْتُونِ فَبِلادُ فِلِسْطِينَ، وَطُورِ سِينِينَ فَطُورِ سِينَا الَّذِي كَلَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ مُوسَى، وَهَذَا الْبَلَدِ الأَمِينِ فَبَلَدُ مَكَّةَ، وَلَقَدْ خَلَقْنَا الإنسان في أحسن تقويم محمّد، ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ عُبَّادُ اللاتِ وَالْعُزَّى، إِلا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طالب، أليس الله بأحكم الحاكمين بَعَثَكَ فِيهِمْ نَبِيًّا وَجَمَعَكُمْ عَلَى التَّقْوَى يَا محمّد.

"اس نے حسن بن عرفہ سے روایت کی، اور اس سے محمد بن عبید اللہ بن شخیر صیرفی نے روایت لی۔ ابنِ شخیر نے کہا: یہ ثقہ تھے۔ اپنی اصل (کتاب) سے ہمیں انہوں نے املا کروائی۔۔۔ نا الحسن بن عرفة قال نا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ آپ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سورۃ التین رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تو اس پر نبی کریم ﷺ بے حد خوش ہوئے۔ ہم نے ابنِ عباس سے اس کی تفسیر سے متعلق بعد میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: وَالتِّينِ سے مراد بلادِ شام ہیں۔ وَالزَّيْتُونِ سے مراد بلادِ فلسطین ہیں، وَطُورِ سِينِينَ طورِ سینا ہے جس پر اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا، وَهَذَا الْبَلَدِ الأَمِينِ سے مراد مکہ ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الإنسان في أحسن تقويم سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ لات اور عزیٰ کے پجاری ہیں۔ إِلا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سے مراد ابو بکر و عمر ہیں۔ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ سے مراد عثمان بن عفان ہیں، فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ سے مراد علی بن ابی طالب ہیں، أليس الله بأحكم الحاكمين سے مراد یہ کہ یا محمد (ﷺ)! اللہ نے آپ کو ان میں نبی بنا کر بھیجا اور تقویٰ پر جمع کیا"۔

اس روایت کو بیان کرنے کے بعد خطیب فرماتے ہیں:

هذا الحديث بهذا الإسناد باطل، لا أصل له يصح فيما نعلم، **والرجال المذكورون في إسناده كلهم أئمة مشهورون غير محمد بن بيان**، ونرى العلة من جهته، وتوثيق ابن الشخير له ليس بشيء، **لأن من أورد مثل هذا الحديث بهذا الإسناد قد أغنى أهل العلم عن أن ينظروا في حاله، ويبحثوا عن أمره**، ولعله كان يتظاهر بالصلاح فأحسن ابن الشخير به الظن وأثنى عليه لذلك.

"یہ حدیث اس سند سے باطل ہے، ہمارے علم میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ اس کی سند کے سارے راوی مشہور آئمہ ہیں، محمد بن بیان کے سوا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کی علت اسی کی وجہ سے ہے۔ اور ابنِ شخیر کا اس کی توثیق کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا، **کیونکہ جو اس طرح کی روایت اس طرح کی سند سے بیان کرے اہلِ علم اس سے مستغنی ہو جاتے ہیں کہ اس حال پر غور و فکر کریں، اور اس کے معاملے میں تحقیق کریں (یعنی کذب اس قدر واضح ہے کہ راوی کا حال جاننے کی بھی ضرورت نہیں)**، شاید وہ (محمد بن بیان) ظاہر میں ٹھیک تھا، تو ابنِ شخیر نے اس سے حسنِ ظن رکھا اور اس سبب سے اس کی تعریف کی"۔

«تاريخ بغداد وذيوله ط العلمية» (٢/ ٩٦)

خطیب کے اس کلام میں عقل رکھنے والوں کے لیے بہت کچھ ہے۔ اس میں سے چند اہم باتیں مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ روایت پر وضع کے آثار اس قدر واضح ہوتے ہیں کہ پھر یہ معنی نہیں رکھتا کہ اس کو کون بیان کر رہا ہے۔ بلکہ اس کو بیان کرنے کے سبب راوی متہم قرار پاتا ہے۔

۲۔ غور کریں کہ خطیب اس پر ابنِ شخّیر کی توثیق بھی قبول نہیں کر رہے، اب اگر یہ مجہول راوی بھی ہوتا تو پھر بھی خطیب اس پر یہی حکم لگاتے۔

۳۔ اس میں ان لوگوں کا ردِ بلیغ ہے جو جرح و تعدیل کو بعد والوں کے بنائے ہوئے نظری قواعد کی بناپر سمجھنا اور کرنا چاہتے ہیں اور حفاظِ حدیث کے ذوق، اسلوب، اور منہج سے نا آشنا ہیں۔

حاصل: عبد العزیز بن بحر ہمیں عبد العزیز بن یحیٰ ہی معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک کسی بھی قابلِ قبول سند سے عبد العزیز بن بحر نام ثابت نہیں ہو سکا۔ اس کے نام میں تحریف ہوئی ہے یا رواۃ نے سرقہِ حدیث کیا ہے۔ اور ہر حال میں یہ راوی متہم و متروک ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

عبد العزیز بن عمر

اس روایت کی ایک سند جو ابو بکر خلال نے نقل کی ہے، اس میں نام عبد العزیز بن عمر آیا ہے۔ اس سے بعض لوگوں کو یہ گمان گزرا کہ شاید یہ عبد العزیز بن یحیٰ (یا بحر) کی متابعت ہے۔ لیکن معاملہ ہرگز یہ نہیں بلکہ لفظ "عمر" "بحر" یا "یحیٰ" سے تحریف ہوا ہے۔ جو شخص بھی مخطوطات پر تھوڑی بہت نظر رکھتا ہے، وہ جانتا ہے کہ اس طرح کی غلطی کا ہو جانا بہت عام سی بات ہے۔ جبکہ لکھنے کے اعتبار سے یہ الفاظ کم و بیش ایک ہی جیسے ہیں، شاید اسی بناپر یہ نام بدل رہا ہے۔ واللہ اعلم۔

اب اس روایت کی سند پر کلام کرتے ہیں:

أَخْبَرَنِي حَرْبٌ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصَفًّى، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنِي **إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ**، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا مُعَاوِيَةُ، أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ، لَتُزَاحِمَنِي عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ»

«السنة لأبي بكر بن الخلال» (٢/ ٤٥٤)

سند پر کلام:

۱۔ **حرب بن اسماعیل کرمانی حنبلی**، ثقہ ہیں۔ ۲۸۰ ہجری میں وصال ہوا۔

۲۔ **محمد بن مصفی**: یہ صدوق ہیں۔ البتہ ان کی مرویات میں خطا ہوتی ہے، بعض منکر احادیث کو بیان کرتے ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ تدلیس سے بھی متصف ہیں۔

قال أبو حاتم صدوق وقال النسائي صالح وقال صالح بن محمد كان مخلطا وأرجو أن يكون صدوقا وقد حدث بأحاديث مناكير وذكره ابن حبان في الثقات وقال كان يخطىء... (قال) أبو زرعة الدمشقي أن محمد بن مصفى كان ممن يدلس تدليس التسوية.

ابو حاتم نے کہا: صدوق۔ نسائی نے کہا: صالح۔ صالح بن محمد نے کہا: ان کے حافظے میں اختلاط تھا، مجھے امید ہے کہ یہ صدوق ہیں، منکر مرویات بھی بیان کی ہیں۔ ابنِ حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا اور کہا یہ خطا کرتے تھے۔۔۔ ابو زرعہ دمشقی نے کہا: محمد بن مصفی تدلیس التسویہ کرنے والوں میں سے تھے۔

«تهذيب التهذيب» (٩/ ٤٦١)

ان کا وصال ۲۴۶ ہجری میں ہوا۔

۳۔ **عبد العزیز بن عمر**: اس پر بعض لوگوں کو یہ وہم ہوا کہ یہ عبد العزیز بن عمر الاموی ہیں جن کو یحیٰ وغیرہ نے ثقہ کہا ہے ان کا وصال ۱۵۰ ہجری کی حدود میں ہوا۔ اور اس وہم کی وجہ راویوں کے طبقات کو نظر انداز کرنا ہے۔ اس بنا پر بعض لوگوں نے اس سند کو حسن قرار دینے کی کوشش کی۔ حلانکہ اسماعیل بن عیاش کا اس سند میں غیر شامی سے روایت کرنا، اور عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار کا اپنے والد سے روایت کرنا اس کے ضعیف جداً ہونے کو کافی تھا!!!

لیکن پھر بھی یہ بات واضح رہے کہ عبد العزیز بن عمر تحریف ہے۔ اور اس پر دلیل رواۃ کے طبقات ہیں۔

۴۔ **اسماعیل بن عیاش**: ان پر کلام گزر چکا۔ ان کا وصال ۱۸۰ ہجری میں وصال ہوا۔

اب غور فرمائیں!

محمد بن مصفی جو ۲۴۶ ہجری میں فوت ہوئے، وہ روایت کر رہے ہیں عبد العزیز بن عمر سے جو کہ ۱۵۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ اگر محمد بن مصفی کی عمر کو ایک سو برس بھی مان لیا جائے تو اس کے مطابق عبد العزیز بن عمر کے وصال کے وقت محمد بن مصفی کی عمر فقط ۴ برس بنتی ہے۔ اور محمد بن مصفی کا نام معمر راویوں میں نہیں آتا۔ وہ مشہور ہوتے ہیں، اور ان کی اسانید عالی ہوتی ہیں۔ محمد بن مصفی اور عبد العزیز کے درمیان کم سے کم ایک لمبی عمر کا راوی ضرور ہونا چاہیے۔ اور عمومی طور پر اس طبقے کے لوگ دو واسطوں سے عبد العزیز بن عمر کے طبقے کے راویوں سے روایت کرتے ہیں۔

اس پر ایک اور اہم دلیل یہ بھی ہے محمد بن مصفی کے اساتذہ کی اکثریت وہ ہے جن کا وصال سن ۲۰۰ سے ۲۳۰ ہجری کے درمیان ہوا۔

درج ذیل ان میں سے بعض کے اسماء ہیں۔

- أحمد بن خالد بن موسى الحمصى الوفاة : ٢١٤ هـ
- أحمد بن عبد الله بن يونس اليربوعى الوفاة : ٢٢٧ هـ بـ الكوفة
- آدم بن أبى إياس الوفاة : ٢٢١ هـ بـ عسقلان
- إسحاق بن إبراهيم بن يزيد القرشى الوفاة : ٢٢٧ هـ
- أنس بن عياض بن ضمرة الوفاة : ٢٠٠ هـ
- بقية بن الوليد الوفاة : ١٩٧ هـ
- الوفاة : ١٩٧ هـ الوفاة : ٢٢٢ هـ
- سفيان بن عيينة الوفاة : ١٩٨ هـ بـ مكة
- سليمان بن عبد الرحمن الوفاة : ٢٣٣ هـ
- سويد بن عبد العزيز الوفاة : ١٩٤ هـ
- شريح بن يزيد الحضرمى الوفاة : ٢٠٣ هـ
- عبد الأعلى بن مسهر الوفاة : ٢١٨ هـ
- عبد الرحيم بن سليمان الكنانى الوفاة : ١٨٧ هـ
- عبد القدوس بن الحجاج الخولانى الوفاة : ٢١٢ هـ

- عبيد الله بن موسى الوفاة : ٢١٣ هـ على الصحيح
- عصام بن خالد الحضرمى الوفاة : ٢١٤ هـ على الصحيح
- على بن عياش الألهانى الوفاة : ٢١٩ هـ
- محمد بن إسماعيل بن مسلم ٢٠٠ هـ على الصحيح
- الوليد بن مسلم ١٩٤ أو ١٩٥ هـ

اگر یہ معمر ہوتے تو ان کے اور بھی کئی اساتذہ ہوتے جن کا زمانہ عبد العزیز بن عمر (المتوفی ۱۵۰ہجری) ہوتا۔

لہذا سند میں انقطاع لازم ہے۔

پھر اس پر مزید یہ کہ عبد العزیز بن عمر جو ۱۵۰ ہجری میں فوت ہوئے، وہ اس کو اسماعیل بن عیاش سے بیان کر رہے ہیں جو کہ ۱۸۰ ہجری میں فوت ہوئے!!! یہ طبقات کا قلع قمع ہے!

یہ دلیل اس کے ثبوت کو کافی ہے کہ سند میں عبد العزیز بن عمر کا ہونا ممکن نہیں۔ اور یہ عبد العزیز بن یحیٰ (بجر) ہی ہے۔

اب اگر کوئی اس پر بضد رہے کہ یہ عبد العزیز بن عمر ہی ہیں، تو اس پر مزید یہ علت بھی ہے کہ محمد بن مصفی مدلس ہیں۔ اور اس میں عن کہہ کر روایت کر رہے ہیں۔ اور طبقات کا فاصلہ یہی بتاتا ہے کہ سند میں تدلیس ہوئی ہے، کم سے کم بھی دو نام درمیان سے ہٹائے گئے ہیں!

اور اب یہ معاملہ وہیں پر آگیا کہ سرقہِ حدیث کرنے والوں نے اس حدیث کو مختلف انداز میں بچانے کی اور پھیلانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ لیکن فقیر کی نظر میں پہلا قول ہی درست ہے۔ واللہ اعلم۔

عبد اللہ بن بحر

اس کی روایت کو ابنِ عدی نے الکامل میں ذکر کیا ہے، اور ابنِ عدی کی سند سے ابنِ عساکر نے روایت کیا۔

ابنِ عدی کہتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الصُّوفِيّ، حَدَّثَنا مُحَمد بْنُ قدامة الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنا عَبد اللَّهِ بْنُ بحر المؤدب عَنْ **إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ** عَنْ عَبد الرَّحْمَنِ بْنُ عَبد اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عنِ ابْنِ عُمَر، قَال: قَال رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الآنَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ.

«الكامل في ضعفاء الرجال» (٣/ ١٤٩)

«تاريخ دمشق لابن عساكر» (٥٩/ ٩٩)

اس سند میں محمد بن قدامہ جوہری ضعیف ہیں۔ اور راوی کا نام عبد اللہ بن بحر لینے میں منفرد ہیں۔ جبکہ دیگر رواۃ اس کو عبد اللہ نہیں بلکہ عبد العزیز کہتے ہیں۔ ضعیف کے ساتھ ساتھ اکثریت کی مخالفت کے سبب ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ اس پر ابنِ عدی نے مندرجہ ذیل تبصرہ فرمایا ہے:

وَهَذَا أَيضًا مُنْكَرٌ وَلَكِنَّ الأَوَّلَ أَنْكَرُ مِنْ هَذَا وَذَاكَ أَنَّ الأَوَّلَ رَوَاهُ عَنْ مَرْوَانَ الْفَزَارِيّ عَنْ عَبد الرَّحْمَنِ بْنِ عَبد اللَّهِ وَمَرْوَانُ ثقة وهذا رَوَاهُ، عنِ ابْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَبد الرَّحْمَنِ بْنُ عَبد اللَّهِ، وَابْنُ عَيَّاشٍ في غير حديث الشاميين يخلط، ولَا سيما إذا رَوَاهُ، عنِ ابْنِ عَيَّاشٍ مَجْهُولٌ، وَعَبد اللَّهِ بْنِ بَحْرٍ عَنِ المؤدب مجهول.

«الكامل في ضعفاء الرجال» (٣/ ١٤٩)

بلکہ ابنِ جوزی کے پاس اسی سند سے یہ روایت ہے، اور اس میں عبد اللہ بن بحر کی بجائے نام عبد العزیز بن بحر آیا ہے۔

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ أَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ بَطَّةَ قَالَ نا عُثْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ الدَّقَّاقُ قَالَ نا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْبَرْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ الْجَوْهَرِيُّ قَالَ نا عبد العزيز ابن بَحْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" يَطْلُعُ مِنْ هَذَا الْفَجِّ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ.

«العلل المتناهية في الأحاديث الواهية» (١/ ٢٤٨)

اس طرح راویوں کا نام بدل بدل کر من گھڑت حدیث کو پھیلانا ہی سرقۂ حدیث کہلاتا ہے۔

عبد اللہ بن یحیٰ

ابنِ جوزی گزشتہ بیان کردہ روایت کو اپنی سند سے ابنِ عدی سے روایت کرتے ہیں؛

أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ السَمَرْقَنْدِيّ قَالَ أَنَا ابْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمْزَةُ قَالَ نا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ نا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الصُّوفِيُّ قَالَ نا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ الْجَوْهَرِيُّ

قَالَ نا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى الْمُؤَدِّبُ عَنْ **إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ** عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"الآنَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ

«العلل المتناهية في الأحاديث الواهية ـط إدارة العلوم الأثر» (١/ ٢٧٧ - ٢٧٨)

اب راوی کو عبد اللہ بن بحر کہیں یا عبد اللہ بن یحیٰ۔ اس سے متعلق ذہبی کا قول وہی ہے:

عبد الله بن يحيى الْمُؤَدب عَن اسماعيل بن عَيَّاش بِخَبَر كذب فِي فضل مُعَاوِيَة لَا يعرف.

«المغني في الضعفاء» (١/ ٣٦٢)

فقیر کہتا ہے کہ اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ اس کو گھڑنے والا عبد العزیز بن یحیٰ ہے، اور اسی کا نام بدل بدل کر راویوں نے سرقہِ حدیث کے ذریعے اس روایت کو تقویت دینے کی کوشش کی ہے۔

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ.

عبد العزیز کی متابعت کا بیان

احادیث گھڑنے والے فقط اس مقام پر نہیں رکے، بلکہ انہوں نے اس کی متابعت میں اسانید بھی گھڑ کے منسوب کر دیں۔

عیسی بن عبد اللہ بن سلیمان کی متابعت

ابنِ عساکر روایت کرتے ہیں:

أخبرناه أبو محمد طاهر بن سهل أنا أبو الحسن بن صصرى إجازة نا أبو منصور نا **أبو القاسم نا إسحاق** نا أبو القاسم عمران بن موسى بن فضالة الشعيري الموصلي بالموصل نا **عيسى بن عبد الله بن سليمان** نا أبي عن **إسماعيل بن عياش** عن عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار عن أبيه عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يطلع عليكم من هذا الباب رجل من أهل الجنة فطلع معاوية فلما كان من الغد قال مثل ذلك فطلع معاوية فقال رجل هو هذا يا رسول الله قال نعم هو هذا ثم قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يا معاوية أنت مني وأنا منك لتزاحمني على باب الجنة كهاتين وأشار بإصبعيه السبابة والوسطى.

«تاريخ دمشق لابن عساكر» (٥٩/ ١٠٠)

اس کی سند پر بہت تفصیلی کلام کی ضرورت نہیں۔ جس طرح سے **ابو القاسم اور اسحاق** کا نام اس سند میں آیا ہے، اسی سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہاں پر کچھ چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

یہ راوی اسحاق بن محمد بن اسحاق السوسی ہے۔ اس سے متعلق حافظ ابنِ حجر کہتے ہیں:

ذاك الجاهل الذي أتى بالموضوعات السمجة في فضائل معاوية رواها عُبَيد الله السقطي عنه فهو المتهم بها أو **شيوخه المجهولون**

"یہ وہ جاہل ہے جس نے فضائلِ معاویہ میں موضوع احادیث پیش کی ہیں۔ اس سے عبید اللہ سقطی نے روایت کیا ہے، وہ یا اس کے مجہول شیوخ ان مرویات کو گھڑنے کے متہم ہیں"۔

لسان الميزان ت أبي غدة (٢/ ٧٥)

یہ عبید اللہ سقطی وہی ہے جس کو سند میں "ابو القاسم" کہہ کر چھپایا گیا ہے۔ اس پر مزید یہ بھی دیکھیے کہ ابنِ حجر نے یہ نہیں کہا کہ مجہول رواۃ سے فقط احادیث ضعیف ہوتی ہیں، بلکہ یہ احتمال بھی بیان کیا ہے کہ شاید یہی مجاہیل اس کو گھڑنے والے ہیں۔

اور اس کی سند میں **عیسی بن عبد اللہ بن سلیمان** ہے، ابنِ عدی نے اس کو سرقہِ حدیث کا متہم قرار دیا ہے۔ اگرچہ دیگر آئمہ نے توثیق کی ہے۔

اور اس کا والد بھی مجہول ہے۔

لہذا یہ سند بھی کوئی معنی نہیں رکھتی۔

عبد الرحمن بن عفان کی سند سے متابعت:

اس کے بعد احادیث گھڑنے والوں نے ایک اور سند سے گھڑی۔

ابنِ فاخر لکھتے ہیں:

ثنا أبو الفضل بن يوسف العدل ببغداد، ثنا أبو بكر محمد بن علي الخياط، ثنا أبو الفتح بن أبي الفوارس، ثنا أحمد بن جعفر بن سلم، ثنا ابن عبد الخالق، وهو أبو بكر أحمد بن محمد بن عبد الخالق، ثنا علي بن عيسى، ثنا **عبد الرحمن بن عفان**، ثنا سعيد بن محمد عن **إسماعيل بن عياش** عن عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار عن أبيه عن ابن عمر -رضي الله عنهما- قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا صلى الغداة جلس مجلساً يحدثنا حتى تطلع الشمس، فصلى يوماً ثم حدثنا فلما طلعت الشمس وعظنا موعظة بليغة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب، ثم قال: ((تغمدني برحمتك وإلا هلكت))، ثم نظر تلقاء وجهه، فقال: ((يطلع عليكم من

هذا الفج أو من هذا الباب رجلٌ من أهل الجنة))، فطلع معاوية بن أبي سفيان، فلما كان من الغد قال مثل ذلك، فطلع معاوية، فقال رجل: هو ذا يا رسول الله؟ قال: ((نعم))، قال: ((يا معاوية، أنت مني، وأنا منك لتزاحمني على باب الجنة))، ثم قال: ((هكذا بإصبعيه))، وجمع بين إصبعيه وفكهما

«موجبات الجنة لابن الفاخرط مكتبة عباد الرحمن » (ص٢٦٤)

اس کی سند میں عبد الرحمن بن عفان متہم ہے۔ امام یحیٰ نے اس کو کذاب کہا۔ اور حافظ ابنِ حجر لسان المیزان میں اس کے ترجمہ میں ایک روایت ذکر کر کے کہتے ہیں:

والمتهم به صاحب الترجمة.

"(اور اس روایت میں) صاحبِ ترجمہ متہم ہے"۔

لسان الميزان ت أبي غدة (٥/ ١١٤)

اور پھر سعید بن محمد سے متعلق ہمیں علم نہیں کہ یہ کون ہے۔ ممکن ہے کہ عبد الرحمن بن عفان نے ہی یہ نام گھڑ کر سند کو متابعت دینے کی کوشش کی ہو!

لہذا اس روایت میں بھی سرقہِ حدیث نظر آتا ہے۔

اسماعیل بن عیاش کی متابعت

ابنِ عساکر نے اس کی ایک اور سند نقل کی ہے۔ جس میں اسماعیل بن عیاش کی متابعت بیان کی گئی ہے۔

أخبرناه أبو بكر محمد بن محمد أنا أبو بكر محمد بن علي أنا أحمد بن عبد الله أنا أحمد بن أبي طالب حدثني **محمد بن مروان بن عمر** نا الحسن بن إسحاق بن يزيد

العطار نا نوح بن يزيد المعلم نا عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار عن أبيه عن ابن عمر قال كنت عند النبي (صلى الله عليه وسلم) فقال يطلع عليكم رجل من أهل الجنة فطلع معاوية ثم قال الغد مثل ذلك فطلع معاوية فقمت إليه فأقبلت بوجهه إلى رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فقلت يا رسول الله هو هذا قال نعم يا معاوية أنت مني وأنا منك لتزاحمني على باب الجنة كهاتين وقال بأصبعيه السبابة والوسطى يحركهما.

«تاريخ دمشق لابن عساكر» (٥٩/ ١٠٠)

اس کی سند میں محمد بن مروان بن عمر کے حال سے متعلق ہمیں کچھ خبر نہیں۔ ابنِ عساکر نے اس کی کم و بیش ٩٦ مقامات پر مرویات کا ذکر کیا ہے۔ اور ان سب میں سند یہی ہے۔ اس کی مرویات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ محمد بن مروان جیسے کسی کتاب کا مصنف تھا جس کو ابنِ عساکر اسی ایک سند سے بیان کرتے ہیں۔

پھر اس کی مرویات کے متون کو جانچا جائے تو پتا چلتا ہے کہ حضرت معاویہ، ان کی شخصیت، ملوکیت و سیاست میں اس کا خاص رجحان تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سرقہِ حدیث کر کے اسماعیل بن عیاش کی متابعت دینے کی کوشش کی ہے۔ واللہ اعلم

اسماعیل بن عیاش کی ایک اور متابعت کا بیان

حَدَّثَنَا عَبد اللَّهِ بْنُ مُحَمد بْنِ يَاسِينَ، حَدَّثَنا الحسن بن شبيب، حَدَّثَنا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ، قَال: حَدَّثَنا عَبد الرَّحْمَنِ بْنُ عَبد اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عنِ ابْنِ عُمَر قَال: كُنا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَيَلِيَنَّ بَعْضَ

مَدَائِنِ الشَّامِ رَجُلٌ عَزِيزٌ مَنِيعٌ هو مني وَأَنَا مِنْهُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: فَقَال رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَضِيبٍ كَانَ بِيَدِهِ فِي قَفَا مُعَاوِيَةَ هُوَ هَذَا.

«الكامل في ضعفاء الرجال» (٣/ ١٤٨)

ابنِ عدی اس روایت کو نقل کر کے فرماتے ہیں:

هَذَا الْحَدِيثُ منكر بِهَذَا الإِسْنَادِ

یہ حدیث اس سند سے منکر ہے۔

«الكامل في ضعفاء الرجال» (٣/ ١٤٩)

اب اگر کوئی مصطلحات کا مارا ہوا جو محدثین کے مزاج اور کلام سے ناواقف ہے، وہ کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ ابنِ عدی نے فقط منکر کہا ہے، کذاب نہیں۔ اس کے لیے عرض ہے کہ اس کی حقیقت ابنِ عدی نے اس کے ترجمہ کی ابتداء میں ہی کھول دی۔

الحسن بن شبيب المكتب بغدادي. حدث عن الثقاة بالبواطيل وأوصل أحاديث هي مرسلة.

"حسن بن شبیب المکتب بغدادی، اس نے ثقات سے باطل مرویات نقل کیں، اور ان مرویات کو متصل کرتا تھا جو مرسل ہیں"۔

«الكامل في ضعفاء الرجال» (٣/ ١٤٨)

اس کے بعد ابنِ عدی مندرجہ ذیل روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الصُّوفِيّ، حَدَّثَنا مُحَمد بْنُ قدامة الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنا عَبد اللَّهِ بْنُ بحر المؤدب عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَبد الرَّحْمَنِ بْنُ عَبد اللَّهِ بْنِ

دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عنِ ابْنِ عُمَر، قَال: قَال رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الآنَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ.

قَالَ الشَّيْخُ: وَهَذَا أَيضًا مُنْكَرٌ وَلَكِنَّ الأَوَّلَ أَنْكَرُ مِنْ هَذَا وَذَاكَ أَنَّ الأَوَّلَ رَوَاهُ عَنْ مَرْوَانَ الْفَزَارِيِّ عَنْ عَبد الرَّحْمَنِ بْنِ عَبد اللَّهِ وَمَرْوَانُ ثقة وهذا رَوَاهُ، عنِ ابْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَبد الرَّحْمَنِ بْنُ عَبد اللَّهِ، وَابْنُ عَيَّاشٍ في غير حديث الشاميين يخلط، ولَا سيما إذا رَوَاهُ، عنِ ابْنِ عَيَّاشٍ مَجْهُولٌ، وَعَبد اللَّهِ بْنِ بَحْرٍ عَنِ المؤدب مجهول.

«الكامل في ضعفاء الرجال» (٣/ ١٤٩)

اس مقام پر غور کریں، ابنِ عدی اس روایت کے سبب راویوں کو مجروح کر رہے ہیں!

عبد اللہ بن دینار کی متابعت کا بیان

حَدَّثَنِي مُظَفَّرُ بْنُ مُرَجَّى حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: الآنَ يَطْلُعُ عَلَيْنَا مِنْ هَذَا الْفَجِّ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ، فَقُلْتُ: هُوَ هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ هُوَ هَذَا

«أنساب الأشراف للبلاذري ط دار الفكر - بيروت» (٥/ ١٢٦)

سند پر کلام:

۱۔ مظفر بن مرجی: ہمیں ان کے حالات نہیں مل سکے۔

۲۔ ہشام بن عمار: ثقہ

۳۔ عبد العزیز بن سائب: ان کے حالات معلوم نہیں۔

۴۔ سائب مجہول: ان کے حالات معلوم نہیں۔

اس روایت پر معاملہ یہ نظر آتا ہے کہ کسی نے مندرجہ ذیل سند لے کر اس کی کچھ کٹائی کر کے سرقہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

اصل سند:

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى، ثنا **إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ**، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ

مسخ شدہ سند:

عَبْدُ الْعَزِيزِ ~~بْنُ يَحْيَى~~، ~~ثنا **إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ**، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ~~، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ

یہ نام کاٹ کر بلاذری کی بیان کردہ سند بنتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

اس پر بھی سرقہِ حدیث کا معاملہ نظر آتا ہے، جیسا کہ دیگر اسانید میں ہے۔ واللہ اعلم۔

عبد اللہ بن عباس کی حدیث

ابنِ عساکر نے معلقًا اس روایت کو سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی طرف بھی منسوب کیا ہے۔

آپ لکھتے ہیں:
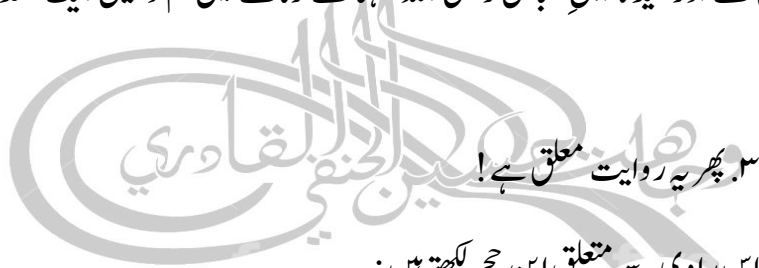
وقد رواه أبو عبد الملك أحمد بن إبراهيم البسري عن سليمان بن سلمة الخبائري عن ابن عباس بإسناده نحوه.

«تاريخ دمشق لابن عساكر» (٥٩/ ٩٩)

اس میں مندرجہ ذیل امور ہیں:

۱۔ البتہ اس سند میں سلیمان بن سلمہ الخبائری متہم ہے۔

۲۔ سلیمان بن سلمہ کا تعلق اس طبقے سے ہے جو اسماعیل بن عیاش سے روایت کرتا ہے۔ اس کے اور سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے زمانے میں کم و بیش ایک صدی کا فرق ہے۔

۳. پھر یہ روایت معلق ہے!

اس راوی سے متعلق ابنِ حجر لکھتے ہیں:

سليمان بن سلمة الخبائري أبو أيوب الحمصي. عن إسماعيل وبقية. وعنه علي بن الحسين بن الجنيد وجماعة. وسمع منه أبو حاتم وما حدث عنه وقال: متروك لا يشتغل به. وقال ابن الجنيد: كان يكذب، وَلا أحدث عنه بعد هذا. وقال النَّسَائي: ليس بشيء. وقال ابن عَدِي: له غير حديث منكر وحدثنا عنه الباغندي، وَغيره...

لسان الميزان ت أبي غدة (٤/ ١٥٥)

سليمان بن سلمة [هو الخبائري أبو أيوب الحمصي] عن سعيد بن موسى عن مالك. وله، عَن عَبد العظيم، عَن أبي ذئب. اتهم بالوضع. **انتهى**. هو الذي قبله بلا

ريب. وأورد ابن عَدِي في ترجمة عمر بن شاكر عن عمر بن سنان عن سليمان بن سلمة، حَدَّثَنا نصر بن الليث حدثني عمر بن شاكر، عَن أَنس رفعه: من حفظ على أمتي أربعين حديثا ... الحديث. وهذا الحمل فيه على سليمان بن سلمة أولى من الحمل فيه على عمر بن شاكر والله أعلم.

لسان الميزان ت أبي غدة (٤/ ١٥٦)

لہذا یہ شاہد بھی اپنے موضوع ہونے پر شاہد ہے!

سعید بن عمرو بن عاص کی مرسل

أخبرنا أبو محمد طاهر بن سهل أنا أبو الحسن بن صصرى إجازة نا أبو منصور **نا أبو القاسم نا إسحاق** نا عبيد الله بن الحسن بن خزيمة نا إبراهيم بن محمد بن الشافعي نا عمرو بن يحيى السعدي عن جده يروي إن النبي (صلى الله عليه وسلم) محمد المصطفى نبي الرحمة كان ذات يوم جالسا بين أصحابه إذ قال يدخل عليكم من باب المسجد في هذا اليوم رجل من أهل الجنة يفرحني الله به فقال أبو هريرة فتطاولت لها فإذا نحن بمعاوية بن أبي سفيان قد دخل فقلت يا رسول الله هذا هو فقال النبي (صلى الله عليه وسلم) نعم يا أبا هريرة هو هو يقولها ثلاثا ثم قال النبي (صلى الله عليه وسلم) يا أبا هريرة إن في جهنم كلابا زرق الأعين على أعرافها شعر كأمثال أذناب الخيل لو أذن الله تبارك وتعالى لكلب منها أن يبلغ السموات السبع في لقمة واحدة لهان ذلك عليه يسلط يوم القيامة على من لعن معاوية بن أبي سفيان.

«تاريخ دمشق لابن عساكر» (٥٩/ ١٠١)

ابنِ عساکر اس کو روایت کر کے کہتے ہیں:

هذا منقطعَ

یہ منقطع ہے۔

لیکن معاملہ فقط اتنا نہیں!

اس کی سند میں وہی ابو القاسم اور اسحاق ہیں جن سے متعلق عیسیٰ بن عبد اللہ بن سلیمان کی متابعت کے تحت کلام گزر چکا ہے۔

یہ اسحاق بن محمد بن اسحاق السوسی ہے۔اس سے متعلق حافظ ابنِ حجر کہتے ہیں:

ذاك الجاهل الذي أتى بالموضوعات السمجة في فضائل معاوية رواها عُبَيد الله السقطي عنه فهو المتهم بها أو **شيوخه المجهولون**

"یہ وہ جاہل ہے جس نے فضائلِ معاویہ میں موضوع احادیث پیش کی ہیں۔اس سے عبید اللہ سقطی نے روایت کیا ہے، وہ یا اس کے مجہول شیوخ ان مرویات کو گھڑنے کے متہم ہیں"۔

لسان الميزان ت أبي غدة (٢/ ٧٥)

یہ عبید اللہ سقطی وہی ہے جس کو سند میں "ابو القاسم" کہا گیا ہے۔

اور عبید اللہ بن حسن بن خزیمہ بھی مجہول ہے!

لہذا یہ روایت بھی راویوں نے اپنے جھوٹ کو تقویت دینے کے لیے گھڑی ہے۔

حضرت معاویہ سے متعلقہ دیگر احادیث

اس مقام پر ایک دوسرا رخ دکھانا بھی ضروری ہے۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ قواعد و ضوابط میں یکسانیت ہے، یا پھر معیار دوہرا ہے!

چند مزید احادیث کا تذکرہ کرتا ہوں جو اپنی سند میں زیرِ بحث حدیث جیسی یا اس سے کچھ بہتر ہیں۔

حدیث : نبی کریم ﷺ نے فرمایا: معاویہ کی موت میری ملت کے سوا کسی اور ملت پر ہوگی۔

وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ وَبَكْرُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: **يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ مِنْ هَذَا الْفَجِّ رَجُلٌ يَمُوتُ عَلَى غَيْرِ مِلَّتِي**، قَالَ: وَكُنْتُ تَرَكْتُ أَبِي قَدْ وُضِعَ لَهُ وَضُوءٌ، فَكُنْتُ كَحَابِسِ الْبَوْلِ مَخَافَةَ أَنْ يَجِيءَ، قَالَ: **فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُوَ هَذَا.**

«أنساب الأشراف للبلاذري» (٥/ ١٢٦)

اس کی ایک اور سند بھی ہے:

وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ شريك عن ليث عن طَاوُسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: **يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ مِنْ هَذَا الْفَجِّ رَجُلٌ يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ عَلَى غَيْرِ مِلَّتِي**، قَالَ: وَكُنْتُ تَرَكْتُ أَبِي يَلْبَسُ ثِيَابَهُ فَخَشِيتُ أَنْ يَطْلُعَ، **فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ.**

«أنساب الأشراف للبلاذري» (٥/ ١٢٦)

سوال یہ ہے کہ اس روایت میں کون سا کذاب ہے؟ چونکہ بعض لوگوں کے مطابق حدیثِ ضعیف کو ہر حال میں بلا شرائط قبول کرنا ہے، تو پھر ان احادیث کو کیوں نہ مانا جائے؟

کہہ سکتے ہیں کہ حدیثِ ضعیف رذائل میں قبول ہے، جبکہ اس باب میں بخاری و مسلم سے بھی احادیث اس پر شاہد ہیں۔

ایک اور روایت: "معاویہ جہنم میں ایک تابوت میں بند ہے"۔

حدثني خلف بن هشام البزار حدثنا أبو عوانة عن الأعمش عن سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُعَاوِيَةُ فِي تَابُوتٍ مُقْفَلٍ عَلَيْهِ فِي جَهَنَّمَ

«أنساب الأشراف للبلاذري» (٥/ ١٢٨)

یہ روایت مرسل ہے اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ ظاہری سند میں کوئی کذاب نظر نہیں آتا۔ قبول کر لیا جائے؟

ایک اور روایت: "معاویہ اس امت کا فرعون ہے"۔

خلال علل میں فرماتے ہیں:

قُلْتُ لأَحْمَدَ وَيَحْيَى: حَدِّثُونِي عَنْ عبد الحميد بْنِ أَبِي روَّاد، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم): "لِكُلِّ أُمَّةٍ فِرْعَوْنُ، وَفِرْعَوْنُ هَذِهِ الأُمَّةِ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ". فَقَالا: جَمِيعًا: **لَيْسَ بِصَحِيحٍ**، وَلَيْسَ يُعْرَفُ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ أَحَادِيثِ عُبَيْدِ اللَّهِ، وَلَمْ يَسْمَعْ عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ مِنْ عُبَيْدِ اللَّهِ شَيْئًا، يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ عَبْدُ الْمَجِيدِ دَلَّسَهُ؛ سَمِعَهُ مِنْ إِنْسَانٍ، فحدث به

«المنتخب من علل الخلال» (١/ ٢٢٧)

کیا فرماتے ہیں؟ لیس بصحیح سے فقط صحت کی نفی ہو رہی ہے؟ روایت کو موضوع نہیں کہہ رہے؟ صحیح نہیں تو شاید حسن ہو گی! یا پھر ضعیف جو کہ موضوع نہیں ہوتی، زیادہ سے زیادہ ایک مجہول روای ہی نظر آتا ہے اس میں؟ مجہول کی روایت کو ضعیف کا ٹھپا لگا کر قبول کرنے والے کیا فرماتے ہیں؟

بلکہ اس کا ایک اور شاہد موجود ہے۔ اب تو حسن بن جانی چاہیے!

دار قطنی کی علل میں ہے، روایت: ابو ذر رضی اللہ عنہ نے معاویہ سے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم میں سے کوئی ایک اس امت کا فرعون ہے۔

وسئل عن حديث يزيد بن شريك، عن أَبِي ذَرٍّ، أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: أَحَدُنَا فِرْعَوْنُ هَذِهِ الْأُمَّةِ.

فَقَالَ: هُوَ حَدِيثٌ يَرْوِيهِ الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، وَاخْتُلِفَ عَنْهُ؛

فَرَوَاهُ الثَّوْرِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ كَذَلِكَ.

وَرَوَاهُ أَبُو عَوَانَةَ، وَمَنْصُورُ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، **وَحَكِيمُ بْنُ جُبَيْرٍ ضَعِيفُ الْحَدِيثِ**، وَهُوَ الصَّوَابُ، فَدَلَّ أَنَّ رِوَايَةَ الثَّوْرِيِّ وَمَنْ تَابَعَهُ مُرْسَلٌ.

حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ الْأَصْبَهَانِيُّ، أنبأنا أبو مسعود، أنبأنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلَيْنِ: أَحَدُهُمَا فِرْعَوْنُ هَذِهِ الْأُمَّةِ، فَقَالَ الْآخَرُ: أَمَّا أَنَا فَلَا كَذَا حَدَّثَ بِهِ أَبُو مسعود

«علل الدارقطني ط دار طيبة - الرياض» (٦/ ٢٤١)

کیا کہیں گے اس روایت سے متعلق؟

خلاصہِ کلام

ا۔ یہ روایت بدیہی طور پر موضوع ہے۔ اس کے متن کے جھوٹ ہونے پر کسی ماہرِ علمِ حدیث شریف کو کوئی اختلاف نہیں۔ بلکہ رواۃ اس کو بیان کرنے کے سبب مجروح قرار پاتے ہیں۔

۲۔ اس کو گھڑنے والا عبد العزیز بن یحیٰ ہے۔ اور اسی کا نام بدل بدل کر اس روایت میں سرقہ کیا گیا ہے۔

۳۔ اس روایت کے تمام طرق میں متہم یا مجہول رواۃ ہیں۔ اور ایسی صورت میں مجہولیں کو تقویت نہیں دی جاتی، بلکہ اس کو سرقہِ حدیث پر محمول کیا جاتا ہے۔ یہ حفاظ کا طریق ہے!

تم الرسالة بعونه تعالى على يدِ العَبْد الفَقِيْر الرَّاجِي رَحْمَةَ رَبِّهِ وَمَوْلَاهُ الغَنِيّ وَجَاهَت حُسَيْن بْن راحَت حُسَيْن الحَنَفِيّ القَادِرِيّ

بتاريخ: ١٦ شعبان ١٤٤٣ هجرية، المُوَافق: ٢٠٢٢/٠٣/١٩ -